لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ
(الاحزاب ۴۰)

قادیانیت
جہنم کا راستہ

از
محمد شمس الدین

تصدیق و نظر ثانی
سید آصف عمری

ملٹی پرپز ایجوکیشن سنٹر رجسٹرڈ مغل پورہ حیدرآباد



MPEC MULTI PURPOSE EDUCATION CENTRE
Near Water Tank, Moghalpura, Hyderabad. (AP)

توجہ فرمائیں

منہاج السنۃ النبویہ لائبریری

(رجسٹرڈ) حیدرآباد دکن۔

پر اپلوڈ کی جانے والی تمام کتب، تحقیقی مضامین ورسائل، نیز کتب ورسائل کا کوئی ایک ضروری حصہ، عام قارئین کے مطالعے کے لئے اور دعوتی، اصلاحی اور تربیتی مقاصد کی خاطر اپلوڈ کیا جاتا ہے۔

تنبیہ:

کسی بھی کتاب یا اس کے حصہ کو تجارتی یا مادی نفع کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے، نیز یہ عمل اخلاقی، قانونی و شرعی جرم بھی کہلائے گا۔

Minhaj-us-Sunnat-un-Nabawiya Library,

Hyderabad, TS

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (الاحزاب ۴۰)

قادیانیت

جہنم کا راستہ

از

محمد شمس الدین

تصدیق و نظر ثانی

سیّد آصف عمری





نام کتاب : قادیانیت، جہنم کا راستہ

مصنف : محمد شمس الدین وحید یوسف احمد خان
ریٹائرڈ رئیس عرقاء وزراہ الدخلیہ مملکت البحرین

تصدیق و نظر ثانی : سید آصف عمری

سنہ اشاعت : مارچ ۲۰۱۲

قیمت : -/10 روپیہ فی البحرین: 150 فلس

صفحات : 80

طباعت : **GENIUS GRAPHICS**
Chatta Bazar, Hyd. Cell : 9440394170
E-mail : geniusgraphics@gmail.com

﴿ملنے کا پتہ﴾

ا۔ مسجد رحمانیہ	اے۔سی گارڈ
۲۔ مسجد نور	سید علی گوڑہ
۳۔ مجلس تحفظ ختم نبوۃ	چادر گھاٹ نزد مسجد الماس
۴۔ مسجد نصف قمر	رفاعین بحرین
۵۔ مسجد معمورہ	مدنتہ عیسیٰ بحرین
۶۔ دارالایمان	رفاع شرقی بحرین



فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للّٰہ ربّ العالمین و الصلوٰۃ والسلام علیٰ سید نا محمّد خاتم النبیین و علیٰ اٰلہ و اصحابہ التابعین لھم باحسان الی یوم الدین .

آج کے ترقی یافتہ دور میں پروپیگنڈہ ایسا موثر، غیر معمولی طاقتور ہتھیار ہے جو ہر سفید کو سیاہ اور ہر سیاہ کو سفید بنا سکتا ہے۔ اس پر اغیار قابض ہیں۔ مسلم امہ اس سے محروم ہے۔ ہم تقریباً 2000ء سے دیکھ رہے ہیں کہ طاغوتی وفرعونی قومیں مسلم ممالک کے عوام کا نہ صرف جینا حرام کئے بلکہ انکا قتل عام کر رہے ہیں ساتھ ہی پروپیگنڈے کی یہ رٹ لگائے ہوئے ہیں مقتول دہشت گرد تھے انکے پاس تباہی کے زبردست ہتھیار تھے؟ تاریخ شاہد ہیکہ ہر بدکردار ظالم انجام کو پہنچا۔ نمرود جیسا طاقتور گھمنڈی ظالم بادشاہ کو معمولی ادنا مچھر کے ذریعہ اللہ نے ہلاک فرمایا اور فرعون کو دریائے نیل میں غرق فرمایا۔ ہم یہ نہیں جانتے کہ آج کے نمرود اور فرعون کو اللہ تعالیٰ کب اور کس طرح ہلاک فرمائیں گے؟

ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں　　　　ناؤ کاغذ کی کبھی چلتی نہیں۔

آخر میں مسلم بھائیوں سے درخواست ہیکہ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں تا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ راضی ہو جائیں، اور اللہ کی رحمت سے ظالموں کے ظلم سے محفوظ رہیں گے۔

مسلم قیادت سے خاص طور پر درخواست ہیکہ وہ حرام کمائی سے اجتناب کریں اور حلال روزی کی جستجو کریں۔ جسمیں سعادت دارین ہے۔ خصوصاً آئمہ مساجد، خطیب اور مدیر دینی مدارس ''جھوٹ'' وعدہ خلافی اور خیانت کے قریب نہ رہیں اسلئے کہ یہ خصلتیں قادیانی اور منافقوں کی ہیں۔

آخر میں جناب مولانا ارشد قاسمی کا شکر گذار ہوں کہ انکی ہمت افزائی اور رہبری کی بدولت یہ کتاب لکھنے میں کافی مدد ملی۔

مولانا آصف عمری صاحب کا تعاون بھی قابل قدر ہے۔

کمپیوٹر ٹائپنگ میں اتنا وقت ضائع ہوا کہ الاماں الحفیظ !!!

۲۰ رجنوری کو میں یہاں آیا شائد ۳۰ رمارچ سے پہلے وطن نہ جاسکوں ہر حال اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ یہاں ایک نئے تجربہ سے دوچار ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہیکہ ہم کو راستہ دکھانے والوں کو پہلے ہدایت دیں پھر عام مسلمانوں کو۔

مصنف کتاب ھذا محمد شمس الدین عفی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی الہ وصحبہ ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین .امابعد!

عقیدہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقیدہ کا حامل ہے نبی آخر الزماں خاتم المرسلین حضرت محمد ﷺ پر رسالت ونبوت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے اب آپؐ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اسی عقیدہ پر پوری امت مسلمہ کا اجماع ہو چکا ہے اب آپؐ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوگا اور جو کوئی بھی توحید ورسالت کے شعوری اقرار ویقین کے بعد کسی دوسرے کو اپنا نبی تسلیم کرے گا وہ بھی ملت اسلامیہ سے خارج ہوگا اور اگر توبہ کئے بغیر مر جائے تو جہنم رسید ہوگا۔عہد رسالت میں رسول اکرم ﷺ نے پیش گوئی فرمادی تھی۔سیکو ن فی امتی کذابو ن ثلاثون (ترمذی ابوداؤد) عنقریب میری امت میں تیس ۳۰ جھوٹے (نبوت کے دعوے دار) ہوں گے۔

پوری امت مسلمہ کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے نقص اور عیب سے پاک ہے وہ اپنی ذات،صفات واختیارات میں یکتا ہے اس جیسا کوئی نہیں لیس کمثلہ شیئی وھو السمیع البصیر ۔نہ اسکی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کا باپ،لم یلد ولم یولد اسی طرح امت مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور آخری رسول ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں،وحی کا سلسلہ آپ ﷺ پر ختم ہو چکا قرآن آخری کتاب ھدایت،مسلمان آخری امت وسط اور اسلام آخری دین کامل ونجات ہے۔

ختم نبوت پر قرآن کریم میں بالکل واضح الفاظ میں فرمایا گیا۔ما کان محمد ابااحد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین (سورۃ الاحزاب ۴۰) محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں''

قادیان (پنجاب) میں پیدا ہونے والا مردود مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی جھوٹی نبوت کا دعوی کر کے امت مسلمہ کے اندر خباثت وضلالت کا بیج بویا تھا مرزا غلام احمد تو ذلت کی موت مرا گیا لیکن اسکے جانشین جو اپنے آپ کو احمدی یا قادیانی کہلاتے ہیں پوری جدوجہد کے ساتھ باطل اور گمراہ قادیانی عقائد ونظریات کی ترویج واشاعت میں لگے ہوئے ہیں انکے شکنجے میں پھنسنے والے عام طور پر اسلام سے ناواقف اور بے دین مسلمان ہوتے ہیں یا پھر دیہاتی غریب مسلمان ۔ محترم قارئین کرام: قادیانیت دراصل اسلام کے بالکل متضاد ایک مستقل گمراہ کن عقائد پر مبنی مذہب ہے اس مذہب کے عقائد کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

☆ انکے نزدیک نبی اور رسول قیامت تک دنیا میں آتے رہیں گے۔

☆ انکے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی، نبی اور رسول ہے بلکہ تمام نبیوں سے افضل بھی ہے۔ اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔

☆ مرزائیوں کا ایک الگ قرآن ہے جس کے بیس پارے ہیں۔

☆ قادیان کی شان ومنزلت میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے بھی افضل ہے

☆ حج قادیان کے سالانہ جلسہ میں شرکت کا نام ہے۔

(بحوالہ تتمہ حقیقۃ الوحی ۱۴۳ (مصنف مرزا غلام احمد)

خود مرزا غلام احمد نے اپنے باطل عقائد کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ ''میں گیارہ برس سے ایسی کتابوں کی تالیف میں مصروف ہوں کہ جو مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی محبت اور اطاعت کی طرف مائل کریں گو اکثر جاہل مولوی ہماری اس طرز اور رفتار اور ان خیالات سے سخت ناراض ہیں''۔ (تبلیغ رسالت جلد ۷ ۱۱، 1898ء مرزا غلام احمد) مولف کتاب محترم جناب محمد شمس الدین صاحب موظف وزارت داخلہ مملکت بحرین نے پیرانہ سالی کے باوجود دور حاضر کے عظیم فتنے کی سرکوبی کے لیے قلم اٹھایا اور قادیانی عقائد کے تار پوت بکھیر کر رکھ دیئے اور انکی سرگرمیوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی تا کہ ہر ایک مسلمان قادیانی مذہب کی گمراہیوں اور ہتھکنڈوں سے واقف ہو کر خود بھی محفوظ رہے اور اپنے دیگر مسلمان بھائیوں کو قادیانی عقائد سے بچائے آخر میں قارئین سے التماس ہے کہ سب سے پہلے اسلام کے

بنیادی عقیدہ توحید وسنت سے بھرپور واقف ہوکر خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی سنت وسیرت طیبہ پر عمل پیرا ہونے کی جدوجہد کریں اور اچھی طرح جان لیں کہ ہمارے لیے سب سے بہترین کامل ومکمل اسوہ حسنہ صرف رسول اکرم ﷺ ہیں آپ ﷺ کی نبوت ورسالت پر ایمان کا مطلب دل سے اعتراف واقرار، زبان سے گواہی آپ ﷺ کی ہر چھوٹی بڑی سنت کی پیروی جان ومال ماں باپ آل اولاد بلکہ ساری محبتوں کو آپ ﷺ کی محبت پر قربان کرنا اور سنت صحیحہ پر عمل کر کے کلمہ طیبہ کے سچے علمبردار بننا اور مرتے دم تک توحید باری تعالیٰ اور رسالت محمدی ﷺ پر جمے رہنا دنیا وآخرت میں امن ہدایت اور نجات وشفاعت کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کتاب کو اجر عظیم سے نواز ے اور اس خدمت واشاعت کو ذریعہ آخرت بنادے آمین وصلی اللہ علی نبینا محمد خاتم النبین وسلم۔

از

سید آصف عمری



کچھ اپنے بارے میں:

میں نہ ادیب ہوں نہ ہی عالم، میں متوسط گھرانے میں آنکھ کھولا بچپن میں یتیم ہوا چوں کہ میں گھر کا بڑا لڑکا ہونیکے سبب ذمہ داری مجھ پر عائد ہوتی تھی اسلئے مڈل جماعت پاس کرنے کے بعد تعلیم کو خیر باد کہہ دیا۔ مختلف پیشے اختیار کئے۔ بلآخر مصوری سے رغبت کی وجہ نرمل انڈسٹری جو بعد میں دائرکٹر انڈسٹریز میں ضم ہوگئی میں پہلے آرٹسٹ پھر ماسٹر ڈیزائنر پھر سوپروائزر انچارج بنا۔ 1964ء استعفاء دے کر ملٹری میں بہ حیثیت آرٹسٹ آٹھ (۸) سال کام کرنے کے بعد بحرین کی پولیس میں بھرتی ہوگیا۔

قادیانیت پر لکھنے کی تحریک؟

بحرین میں اجانب'' پاکستانی ہوں یا ھندی حکومتوں کی عام بگاڑ کا سبب عالموں اور مولویوں کو گردانتے ہیں۔ چنانچہ ایک حیدرآبادی شخص میرے پاس آیا اور دوسرے حیدرآبادی کے متعلق جو ارکان اسلام کا پابند ہے کہنے لگا کہ فلاں شخص نمازی ہے، روزہ رکھتا ہے اور حج بھی کیا ہے میرے ساتھ اسکا معاملہ غلط ہے۔۔۔۔ میں اسکو بہت سمجھایا کہ نماز، روزہ وغیرہ کو اسکے برے سلوک سے مت جوڑو تا کہ عام لوگوں کو یہ تاثر نہ ملے کہ اسلام کے احکام پر عمل کرنے سے آدمی بگڑ جاتا ہے۔ ایسے الزام یہودی نصرانی اور غیر مسلموں کی ترجمانی ضرور کرتے ہیں لیکن مسلمانوں کی نہیں۔ لیکن وہ نہیں مانا۔ چنانچہ میں'' اردو نیوز جدہ '' کیلئے اس پروپیگنڈے کے خلاف خط لکھا جس میں بہ صراحت اسلامی احکام کا دفاع کیا گیا تھا اور اس نظریہ کی مخالفت۔ اسی مضمون میں جناب عمران خانصاحب اور جنابہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی نوک جھونک کا ذکر کیا تھا۔ خط مکمل کرنے کے بعد دسپیاچ سیکشن کے دوست کو پوسٹ کرنے کیلئے دیا انہوں نے اسکو پڑھنا چاہا میں نے کہا ضرور پڑھیں۔ وہ خط پڑھنے کے بعد اپنے ساتھیوں کو پڑھنے دئے۔ جن میں کچھ شیعہ اور قادیانی دونوں شامل تھے۔ ایک گھنٹہ بعد انکے پاس گیا کہ کیا وہ خط پوسٹ کر چکے ہیں یا نہیں تو انھوں نے کہا کہ ہاں پوسٹ کر دیا، اور ساتھ ہی مجھ سے کہا کہ کے فلاں آفیسر آپ کو بلا رہے ہیں۔ میں وہ آفیسر کے پاس گیا۔ وہ بہت ہی اخلاق سے ملے اور مضمون کی بڑی تعریف کرنے لگے اور کہے کہ مولانا آپ بہت اچھا مضمون لکھے ہیں۔ کیا آپ اسی طرح ایک اور مضمون لکھ سکتے ہیں کہ۔ ہمارے وزیر داخلہ صبح جب

اپنے آفس آتے ہیں تو ہر شرطی (پولس والا) اور آفیسران کو سلام کرتے ہیں اور انکے واپس جاتے وقت بھی سب ان کو سلام کرتے ہیں۔ یہ ضروری ہے لیکن اگر وہ دن میں (۱۰) دس مرتبہ آفس سے باہر نکلیں گے تو نہ وہ سلام کروانا پسند کریں گے۔ نہ ہی ہر مرتبہ سلام کرنا ضروری ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کو ہماری پانچ نمازیں پڑھنے سے کوئی فائدہ پہنچتا ہے نہ ہی اللہ تعالیٰ کو اسکی حاجت ہے کہ ہم پانچ وقت نماز پڑھیں اگر صبح ایک نماز پڑھیں اور شام میں ایک یا دو نماز پڑھیں تو کافی ہیں۔اور نہ ہی ہم پانچ وقت نماز پڑھ کر ترقی یافتہ زمانے کا ساتھ نہیں دے سکتے ہیں۔اسی طرح رمضان کے روزے ہیں، ہمارے بھوکے رہنے سے اللہ تعالیٰ کو فائدہ نہیں پہنچتا اسلیئے ضروری نہیں کہ ہم (۳۰) روزے رکھیں اسی طرح حج کا معاملہ ہے ہر سال ایک دن میں لاکھوں آدمی حج کرتے ہیں جسکی وجہ سیکڑوں آدمی اپنی جانوں سے ہاتھ دھوتے ہیں۔کبھی خیموں آگ کی وجہ سے اور کبھی سرنگ میں آکسیجن نہ ملنے کی وجہ سے اور کبھی رمی جمرات میں قدموں تلے کچلے جانے کی وجہ سے ہزاروں جانوں کا صفایا ہوجاتا ہے کیا ہی اچھا ہوکہ یہ حج کو سال میں ۲،۳ مرتبہ کرنے کیلیئے دن مقرر کرلئے جائیں تاکہ سلامتی سے حج کرنے کی سہولت ہوسکتے جانی نقصانات کا تدارک ہوسکے سونچیئے کہ کس شاطرانہ چال سے ایک مسلمان سے اسی کے مذہب کی بیخ کنی کرنے والا مضمون لکھوانا چاہتے تھے میں سمجھ گیا کہ یہ لوگ مسلمان نہیں بلکہ قادیانی ہیں۔میرے دوست ڈسپاچ سیکشن کے لوگ اس مضمون کے خلاف ایک ہنگامہ برپا کیئے اور کہنے لگے تم ہمارے ہیرو عمران خانصاحب کا نام کیوں لئے؟ تم پر کیس کردیا جائیگا۔میں ایک دوسرا خط اخبار کے ایڈیٹر کو لکھا کہ برائے مہربانی وہ مضمون شائع نہ کیا جائے۔اسکے ساتھ ہی دل میں پکا ارادہ کرلیا تھا کہ ریٹائرمنٹ کے بعد قادیانیت کے خلاف ضرور مضمون لکھوں گا اپنے ریٹائرمنٹ کے بعد قادیانی مذہب کی معلومات حاصل کرنے کیلیئے کئی ایک کتابوں کو پڑھا۔ان میں جناب الیاس صاحب برنی کی ایک کتاب جو 1127 صفحات پر مشتمل ہے یہ کتاب بہت مفید ہے۔ساری کتابوں میں جو باتیں نہیں ملتی اس ایک کتاب میں تفصیل سے ملتی ہیں لیکن میرا مقصد صرف یہ ثابت کرنا ہیکہ جناب قادیانی صاحب کی طبعی حالت،انکے امراض، دماغی نااہلیت، اور ایک ہاتھ سے معذور ہونیکے بعد آیا کیا وہ صحیح معنوں میں پاک وصاف اور طاہر رہ سکتے تھے یا نہیں؟ یا پھر ان کے خداؤں کو ان سے اچھا صحت مند عقل سلیم رکھنے والا نہیں مل سکا''اگر جسم سلیم ہو تو عقل بھی سلیم ہوتی

ہے"، جسکی وجہ سے وہ یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ ماموں کے نہ ہونے سے نکٹا ماموں ہی بہتر ہے۔ جس شخص کی دماغی حالت ایک بچے سے زیادہ خراب ہو جسکو اپنے روزمرہ کے استعمال کرنے کی چیزوں کو صحیح طور پر پہننے کی صلاحیت نہ ہو۔ ایک نظر دیکھ کر گھڑی سے وقت نہ معلوم کرسکتا ہوتا آن کہ ایک ایک ہندسہ پر انگلی رکھ کر اور زبان سے گن کر وقت معلوم کرسکے۔ آخری بات جسکی زبان سے اسکے مخالفوں کیلئے اپنے مغلظات نکل رہے ہو جسکو بازاری گھٹیا سے گھٹیا انسان زبان سے نکالتے ہوئے شرم محسوس کرے۔ سب سے اہم بات جناب غلام احمد کے اعلانات والہامات، کشف ومکالمات اور وحی تضادات کا عظیم مجموعہ تھے۔ آخری بات سب سے اہم یہ ہیکہ جناب ایک ہاتھ کے استعمال سے محروم تھے کہاوت ہیکہ اللہ تعالیٰ رگ دیکھ کر نشتر لگاتے ہیں۔ جھوٹ کہنے پر ان کو شرم محسوس نہیں ہوتی تھی اگر انکو جھوٹ کا پیامبر کہا جائے تو انکے لئے یہ اعزاز عظیم ہوگا، لہذا وہ یعنی جناب غلام احمد صاحب کی جھوٹ پکڑنے والوں کو اولاد بغاء کے خطاب سے نوازتے تھے جناب مرزاء غلام احمد صاحب مسلمانوں کے علماء کو خطاب کر کے فرماتے تھے کہ آپ لوگ کب تک عیسائیوں کے خدا کو حی لایموت بناتے رہیں گے آخر انکو مرنے بھی دو انکے اپنے قرآن کے ترجمہ سے وہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں۔ انکے الہامات کشف اور اللہ تعالیٰ سے مکالمہ بکواس اور اور تضادات کا مجموعہ تھے۔ کبھی وہ یہ کہتے تھے خدا کا کوئی وجود نہیں ہے چنانچہ وہ خود کو خدا کہتے تھے لہذا ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں عیسائیوں کے خدا کو چھوڑ و قادیانیوں کا خدا بڑے عذاب میں مبتلاء ہو کر مر چکا ہے۔ جناب قادیانی صاحب کے کہنے کے مطابق خدا کا وجود نہیں ہے۔ لیکن وہ جناب ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے تھے اگر میں مہدی موعود مسیح موعود بروزی ظلی بی نہیں ہوں اور اللہ تعالیٰ سے مکالمہ نہیں کرتا ہوں تو میں آپکی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا، ہیضہ سے یا طاعون کے مرض میں مبتلاء ہو کر ہلاک ہو جاؤ گا۔ اور اگر میں صادق ہوں اور اللہ تعالیٰ سے مکالمات کا مکلف ہوں تو آپ یعنی جناب ثناء اللہ صاحب میری زندگی میں ہیضہ یا طاعون میں مبتلاء ہو کر ہلاک ہو جائیں گے۔ جناب قادیانی صاحب ہلاکت کی جو مدت مقرر کر چکے تھے اسکی آدھی مدت میں خود جناب قادیانی صاحب ہلاک ہو گئے۔ اور جناب ثناء اللہ امرتسری صاحب انکی ھلاکت کے پورے (۴۰) سال تک قادیانیوں کا تعاقب کرتے رہے۔

جھوٹی نبوت کا آخری کذاب:

بیسویں صدی کے ابتداء میں پنجاب کے گورو داس پور کے قصبہ قادیان میں 1839ء عیسوی میں پیدا ہونے والا غلام احمد 1900ء میں پہلے قوم کے مصلح اور رفتہ رفتہ مسیح الموعود پھر نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ نہ صرف یہ دعویٰ کیا کہ وہ نبی ہیں بلکہ یہ کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور اُن کے بعد جتنے بھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام آئے ہیں ان سب میں اُن کی روح حلول کرگئی تھی۔ چنانچہ یہ بھی کہا کہ وہ ہمارے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رتبہ کے برابر ہیں پھر یہ دعویٰ کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہلال ہیں تو وہ بدر ہیں .... جناب غلام احمد کی عقل ودانائی کی داد دیں کہ وہ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جتنی بے عزتی ہوسکتی تھی اس میں کوئی کسر نہ چھوڑی .... یہاں تک کہ اُن کے فرضی وخیالی کردار یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی دادیوں کے فحش کردار ہونے کا دعویٰ کردیا..... اور اُن کے والد کا نام یوسف نجار بتایا۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شرابی تھے اور اُن کے تعلقات فاحشہ عورتوں سے تھے اور اُن کے تمام معجزوں کو شعبدہ قرار دیا..... اِس کے بعد اُن کا یہ اعلان کہ وہ مسیح الموعود ہیں کیا یہ اُن کی صحیح دماغی حالت کی دلیل ہے؟ میں آپ کی توجہ سب سے اہم دلیل جو اُن کو بے نقاب کرتی ہے بتلا رہا ہوں وہ ''پاکی اور طہارت'' ہے قدرت نے اُن کو بچپن ہی میں ایک ہاتھ سے معذور کردیا تھا۔ آپ حضرات اُس زمانے کا تصور کریں جس میں مرزا غلام احمد جوانی سے بڑھاپے تک سفر کیا تھا۔ اور وہ زمانہ آج کے ترقی یافتہ زمانے کی طرح نہ تھا۔ اس زمانے میں گھروں میں W.C تھی نہ کموڈ نہ ہی پانی کے نل کے پائپ!! ہندوستان کے تمام قصبوں میں رفع حاجت کیلئے گھر سے باہر جاکر فارغ ہوتے تھے۔ قاضی، پٹیل و پٹواری کے گھر ذرا بڑے ہوتے تھے وہ اپنے گھر کے پیچھے سنڈاس بنالیتے تھے (جو ایک چھوٹے کنویں کی طرح ہوتا تھا) جس پر پتھر یا لکڑی کے تختے اس طرح جمادیتے تھے کہ بیچ میں تھوڑا سا حصہ کُھلا رہے تاکہ اس میں سے فضلہ گر سکے۔ اور بعد فراغت پانی کے لوٹے سے پاکی حاصل کرلیتے تھے۔ مرزا صاحب کی مشکل یہ تھی کہ وہ ایک ہاتھ سے معذور تھے جو ہاتھ پانی کا گلاس نہیں اٹھا سکتا تھا وہ لوٹا اٹھانے سے قاصر تھا نہ ہی اسمیں حرکت کرنے کی صلاحیت تھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ طہارت آدھا ایمان ہے۔ جسکا ایمان ناقص ہو وہ مہدی، مسیح الموعود، ظلی و بروزی نبی اور سارے انبیاء علیہم السلام سے افضل کیسے ہوسکتا تھا؟ اور سب سے بڑی

بات جناب قادیانی پرلے درجہ کے جھوٹے تھے کئی بار بہ بانگ دہل شرطیہ جو دعوے کئے وہ جھوٹ ثابت ہوئے۔اور حالانکہ انھوں نے دعویٰ کیا تھا کہ اُن کے فرشتے اُن تک اللہ کا پیغام لاتے تھے وہ جھوٹ نکلا۔ اسی طرح اُن کی اللہ سے ہمکلامی بھی جھوٹ ثابت ہوئی۔اور حالانکہ انہوں نے دعوی کیا تھا کہ انکے فرشتے ان تک اللہ کا پیغام لاتے تھے۔وہ جھوٹ نکلا۔گوانکے اکثر دعوے جھوٹ ثابت ہوئے۔قادیانی پودے کی نگہداشت کرنے ،اور کھانا اور پانی سے سیر آب کرنے والے یہودی ونصرانی ہیں۔ثبوت کے طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ انکو یورپ اور امریکہ میں ملازمتیں ترجیحی بنیاد پر دی جاتی ہیں۔اور سب سے اہم بات یہ ہیکہ یہودی حکومت حیفہ میں کئی دہائیوں پہلے قادیانی نشر واشاعت کا ادارہ قائم کرنے کی اجازت دی ہوئی ہے جو قادیانی مذہب کی نشر واشاعت میں تاحال مشغول ہے۔یہودیوں کو نہ تو حضرت محمد ﷺ پسند ہیں نہ ہی عیسیٰ علیہ السلام عیسائی مذہب اور اسلام سے انھیں ازلی بیر ہے بلکہ قادیانیت کا وجود ہی صحیح اسلام کی جڑیں کھوکلی کرنے کیلئے اہم ذریعہ ہے اور اسی وجہ سے یہ مذہب یہودیوں اور نصرانیوں کا نور نظر ہے اور اسکی وہ ہر طرح مدد کررہے ہیں۔

انگریز اور برصغیر:

انگریز جب برصغیر اور عالم اسلام میں اپنا پنجہ استبداد جمانا شروع کیا تو اسکی راہ میں دو باتیں رکاوٹ بننے لگیں۔ایک تو مسلمانوں کی نظریاتی وحدت' دینی معتقدات سے غیر متزلزل وابستگی اور مسلمانوں کا وہ تصور اخوت جس نے مغرب ومشرق کو جسد واحد بنا کے رکھ دیا تھا۔دوسری بات مسلمانوں کا لافانی جذبہ جہاد جو بالخصوص عیسائی یورپ کے لئے صلیبی جنگوں کے بعد وبال جان بنا ہوا تھا۔اور آج ان کے سامراجی منصوبوں کیلئے قدم قدم پر سدراہ ثابت ہورہا تھا۔اور یہی جذبہ جہاد تھا جو مسلمانوں کی بقاء اور سلامتی کے لئے گویا حصار اور قلعہ کا کام دے رہے تھا۔انگریزی سامراج ان چیزوں سے بے خبر نہ تھا۔اسی لئے اپنی معروف ابلیسی سیاست ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' (DIVIDE & RULE) سے عالم اسلام کی جغرافیائی اور نظریاتی وحدت کو ٹکڑے کرنا چاہا۔دوسری طرف عالم اسلام بالخصوص برصغیر میں نہایت عیاری سے مناظروں اور مباحثوں کا بازار گرم کرکے مسلمانوں میں فکری انتشار اور تذبذب پیدا کرنا چاہا اور اس کے ساتھ ہی انگریزوں پر سلطان ٹیپو شہید اور سید احمد شاہ شہید اور شاہ اسمعیل شہید اور

انکے بعد جماعت مجاہدین کی مجاہدانہ سرگرمیاں اور علماءِ حق کا ہندوستان کو دارالحرب قرار دیکر جہاد کا فتوی دینا اور بالآخر 1857ء کے جہادِ آزادی میں نہ صرف ہندوستان بلکہ باہر عالم اسلام میں مغربی استعمار کے خلاف مجاہدانہ تحریکات سے یہ حقیقت اور بھی عیاں ہوکر سامنے آ گئی کہ جب تک مسلمانوں کے اندر جذبہ جہاد قائم ہے سامراج کبھی بھی اور کہیں بھی اپنا قدم مضبوطی سے نہیں جما سکے گا۔ مسلمانوں کی یہ چیز نہ صرف ہندوستان بلکہ پوری دنیا میں یورپ کے لئے وبال جان بنی ہوئی تھی۔

مرزا صاحب کے نشو ونما کا دور اور عالم اسلام کی حالت:

انیسویں صدی کا نصف آخر جو مرزا صاحب کے نشو ونما کا دور ہے اکثر ممالک اسلامیہ جہاد اسلامی اور جذبہ آزادی کی آماجگاہ بنے ہوئے تھے برصغیر کے حالات تو مختصر معلوم ہو چکے، ہم دیکھتے ہیں کہ یہی وہ زمانہ ہے جب برصغیر کے باہر پڑوسی ممالک افغانستان میں 1878ء سے 1879ء میں برطانوی افواج کو افغانوں کے جذبہ جہاد کی سرفروشی سے دوچار ہونا پڑتا ہے جو بالآخر انگریزوں کی شکست اور پسپائی پر ختم ہوجاتا ہے۔ ترکی میں 1876ء سے لیکر 1878ء تک انگریزوں کی خفیہ سازشوں اور در پردہ معاہدوں کو دیکھ کر جذبہ جہاد بھڑکتا ہے طرابلس الغرب میں شیخ سنوسی، الجزائر میں امیر عبدالقادر 1880ء اور روس کے علاقہ داغستان میں شیخ محمد شامل (1870ء) میں بڑی پامردی اور جانفشانی سے فرانسیسی اور روسی استعمار کو للکارتے ہیں 1881ء میں مصری مسلمان سربکف ہوکر انگریزوں کی مزاحمت کرتے ہیں۔ سوڈان میں انگریز قوم قدم جمانا چاہتی ہے تو 1881ء مہدی سوڈانی اور ان کے درویش جہاد کا پھریرا بلند کر کے بالآخر انگریز جنرل اور اسکی فوج کا خاتمہ کرتے ہیں۔۔۔ اسی زمانے میں خلیج عرب، بحرین، عدن، وغیرہ میں برطانوی فوجیں مسلمانوں کے جہاد اور استخلاص وطن کے لئے جاں فروشی اور جاں نثاری کے جذبہ سے دوچار تھیں۔ مسلمانوں کی ان کامیابیوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک انگریز مصنف لکھتا ہے کہ مسلمانوں میں دینی سرگرمی بھی کام کرتی ہے کہ فتح حاصل کی تو غازی مرد کہلائے، اور حکومت حاصل کرنے میں مرگئے تو شہید کہلائے اسی لئے مرنا یا مار ڈالنا بہتر ہے اور پیٹھ دکھانا بیکار (تاریخ برطانوی ہند ۳۰۲ مطبوعہ 1935ء)

ایک حواری نبی کی ضرورت:

ایک برطانوی دستاویز ''دی ارائیول آف برٹش ایمپائران انڈیا'' میں ہے اور بیرونی تمام شواہد بھی اس کی تائید کرتے ہیں کہ 1869ء میں انگلینڈ سے برطانوی مدبروں اور مسیحی رہنماؤں کا ایک وفد اس بات کا جائزہ لینے برصغیر آیا کہ مسلمانوں کو رام کرنے کی ترکیب اور برطانوی سلطنت سے وفاداری کے راستے نکالنے پر غور کیا جائے۔ اس وفد نے 1870ء میں دو رپورٹیں پیش کیں جن میں کہا گیا تھا ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی رہنماؤں کی اندھا دھند پیروکار ہے اگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو اپاسٹالک پرافٹ (APOSTOLIC PROPHET) (حواری نبی) ہونے کا دعوی کرے تو بہت لوگ اس کے گرد اکھٹے ہو جائیں گے۔ لیکن مسلمانوں میں ایسے کسی شخص کو ترغیب دینا مشکل نظر آتا ہے۔ یہ مسئلہ حل ہو جائے تو پھر ایسے شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں بطریق احسن پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ اب ہم پورے ہندوستان پر قابض ہیں ہمیں ہندوستانی عوام اور مسلمان اور جمہور کی داخلی بے چینی اور باہمی انتشار کو ہوا دینے کیلئے اس قسم کے عمل کی ضرورت ہے۔ (بحوالہ عجمی اسرائیل صفحہ ۱۹

سامراجی ضرورتیں، مرزا صاحب اور انکا خاندان:

یہ ماحول تھا۔ اور سامراجی ضرورتیں جس کی تکمیل مرزا غلام احمد کے دعوی نبوت اور تنسیخ جہاد کے اعلان نے کی اور بقول علامہ اقبال ''یہ حالات تھے کہ قادیانی تحریک فرنگی انتداب کے حق میں الہامی سند بن کر سامنے آئی'' (حرف اقبال ص ۱۴۵)۔ انگریز کو غلام احمد سے بڑھ کر کوئی اور موزوں انکے مقاصد کیلئے مل بھی نہیں سکتا تھا۔ اس لئے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں کافروں کی حمایت اور مسلم دشمنی اسکو خاندانی ورثہ میں ملی تھی۔ مرزا کا باپ غلام مرتضٰی اپنے بھائی سمیت مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج میں داخل ہوا اور سکھوں کیلئے قابل قدر خدمات انجام دیں، پہلے سکھوں سے مل کر مسلمانوں سے لڑا، جسکے صلہ میں رنجیت سنگھ نے انکو کچھ جائداد واگزار کر دی مرزا صاحب کی سیرت میں ہیکہ 1842ء میں اس کا باپ یک پیادہ فوج کا کمیدن بنا کر پشاور روانہ کیا گیا اور ہزارہ کے مفسد (سید احمد شہید اور مجاہدین جہاد) میں اس نے کارہائے نمایاں انجام دیئے (آگے ہے) یہ تو تھا سرکار کا نمک حلال 1842ء کی بغاوت میں ان کے ساتھ

اس کا بھائی غلام محی الدین (اور مرزا غلام احمد کا چچا) نے بھی اچھی خدمات انجام دیں ان لوگوں نے سکھوں کے باغیوں سے مقابلہ کیا اور انکو شکست فاش دی۔ (سیرت مسیح موعود ص۔۳،۴ مرتبہ مرزا بشیر الدین محمود مطبوعہ اللہ بخش اسٹیم پریس قادیاں)

1857ء کے جہاد آزادی میں مرزا غلام احمد کے والد مرزا غلام مرتضی نے انگریزوں کا حق نمک یوں ادا کیا کہ خود مرزا غلام احمد کو اعتراف ہیکہ: میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا باپ غلام مرتضی گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جن کو دربار گورنری میں کرسی دی تھی۔ اور جن کا ذکر مسٹر گریفن کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے'' اور 1857ء میں انھوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو امداد دی تھی'' یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہونچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد مین دیئے تھے۔

(اشتہار واجب الاظہار منسلک البریہ ص۱۳ مرزا غلام احمد)

اس کے بعد مرزا غلام احمد کے والد اور بھائی غلام قادر کو انگریزی حکام نے اپنی خوشنودی کے اظہار اور ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر جو خطوط لکھے ان خطوط کا تذکرہ بھی محولہ بالا کتاب میں مرزا غلام احمد نے کیا ہے۔ کہ مسٹر ولس نے ان کے والد مرزا غلام مرتضٰی کو لکھا ہے:

میں خوب جانتا ہوں بلاشبہ آپ اور آپ کا خاندان سرکار انگریزی کا جاں نثار وفادار اور ثابت قدم خدمت گار رہا ہے۔ (۱۱رجون 1949ء لاہور مراسلہ ص۳۵۳ حوالہ بالا ص۴)

مسٹر رابرٹ کسٹ کمشنر لاہور بنام مرزا غلام مرتضٰی اپنے خطوط مورخہ ۲۰رستمبر 1885ء میں 1857ء کے جہاد آزادی میں انگریز کے لئے ان کی خدمات کے اعتراف اور اس کے بدلے خلعت اور خوشنودی سے نواز نے کی اطلاع دیتے ہیں۔ یہ خاندانی اطاعت جس شخص کی گھٹی میں شامل تھی اس نے اپنی وفا شعاریوں کا یوں اعتراف کیا ہے۔ ستارۂ قیصر میں مرزا لکھتا ہے: مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک میں اور نیز دوسرے بلاد اسلام میں ایسے مضمون شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گذار اور

دعا گو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں' مکہ اور مدینہ میں بھی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام و مصر اور کابل اور افغانستان کے مختلف شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے، جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں اسکی نظیر کوئی مسلمان دکھا نہیں سکتا۔(ستارۂ قیصر ص۳،۴،مرزا غلام احمد قادیانی)یہی نہیں بلکہ پورے برٹش انڈیا میں اتنی ''بےنظیر'' خدمت کرنے والے شخص نے بقول خود انگریزی اطاعت کے بارے میں اتنا کچھ لکھا کہ پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔(تریاق القلوب ص۱۵ مطبوعہ 1904ء)

مرزا غلام احمد سرکار برطانیہ کے متعلق لفٹنٹ گورنر پنجاب کو ایک چٹھی میں اپنے خاندان کو پچاس برس سے وفادار جاں نثار اور اپنے آپ کو انگریز کا خود کاشتہ پودا لکھتا ہے اور اپنی ان وفاداریوں اور اخلاص کا واسطہ دے کر اپنے اور اپنی جماعت کے لئے خاص نظر عنایت کی التجا کرتا ہے(تبلیغ رسالت جلد ۷ مجموعہ اشتہارات مرزا قادیانی ص۱۹۰) پچھلے صفحوں میں میرے اپنے دوست اسٹوکیپر اور بحرین پولس کے جو دو بہترین آدمیوں کا ذکر کیا تھا ان سے یہ میری پر خلوص خواہش ہیکہ وہ خود ان کے دین اور انکے مرشدٔ مسیح الموعود کی زندگی اور اقوال کا غیر جانب دارانہ مطالعہ کریں اور انکے کردار اور افعال اور انکے مخالفین کیلئے جو الفاظ (گالیاں) دیتے ہیں انکا موازنہ سابقہ انبیاء علیہم السلام سے کریں دیکھیں کہ کیا وہ اسی طرح کے سفلے الفاظ اپنے مخالفین کیلئے نکالتے تھے۔اور یہ دنیا کی عزت مال و دولت سب یہاں ہی رہ جائیگی صحیح عقیدے اور صحیح دین والے ہی آخرت میں کامیاب ہوں گے لہذا آپ حضرات خلوص دل سے رات کو سوتے وقت اپنے رب العالمین سے دعاء کریں کے وہ آپ حضرات کو اللہ تعالیٰ ضرور ہدایت دیں گے۔

قادیانی مذہب کے بانی کا نام غلام احمد تھا، والد کا نام غلام مرتضٰی اور ماں کا نام چراغ بی بی تھا ایسے نام ہمارے پیارے پیغمبرﷺ کی غلامی کو باعث صد افتخار سمجھ کر رکھے جاتے تھے لیکن انکی قسمت کی خرابی دیکھئے کہ انکے حصہ میں اغیار کی غلامی لکھی تھی چنانچہ سکھوں کی غلامی سے ۵ عدد گاؤں حاصل کئے اور

اسکے بعد انگریزوں کی دائمی غلامی کا طوق برضاء ورغبت بڑے فخر کے ساتھ اپنے گلے میں ڈال لیا۔ للعجب انگریزوں کے ہر چھوٹے بڑے آفیسروں کی قدم بوسی عبادت سمجھ کر کرتے ہے لیکن انکے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام پر انتہائی تہذیب سے گرے ہوئے الزامات لگائے انشاء اللہ وتعالیٰ ان کی تحریروں، پیش گوئیوں واعلانات کے حوالے جات کے ذریعہ آگے کے مضمون میں لکھوں گا۔ ہندوستان کی جنگ آزادی میں ہندو اور مسلمان برابر کے شریک تھے۔ غلام احمد کے والد نے 1857ء میں اپنے آقاؤں یعنی انگریزوں کی ظالم حکومت بچانے کیلئے انکو (۵۰) گھوڑے سواروں کا ایک رسالہ معہ گھوڑوں کے ہدیتاً دے دیا۔ چنانچہ ایسے ہی غداروں کے سبب انگریز کامیاب ہوئے اور ملک کو غلامی سے آزاد کرانے والوں کا قتل عام ہوا۔ جسمیں اکثریت مسلمانوں کی تھی، اکثر نوجوانوں کو توپ کے منہ پر باندھ کر توپ کو داغا گیا جسکی وجہ سے انکے جسموں کے ٹکڑے ہوا میں بکھر گئے۔ غلام احمد جنگ آزادی میں حصہ لینے والوں کو اولاد بغاء کے خطاب سے نوازا تھا (یعنی رنڈیوں کی اولاد) ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم پنڈت نہرو اسلام اور پیغمبر اسلام محمد ﷺ کے بجائے قادیانی اور قادیانیت کو پسند کرتے تھے اور کہتے تھے کہ انکا قبلہ عرب میں نہیں ہندوستان میں ہے۔ پنڈت اس بات سے بے خبر تھے کہ قادیانی کے خیال میں آزادی کی لڑائی میں شرکت کرنے والے سب ہی رنڈیوں کی اولاد تھے۔ جسمیں پنڈت نہرو کے محترم باپ موتی لال نہرو بھی شامل تھے قادیانی کو اس بات پر شدید غصہ تھا کہ انکے نیک دل عادل آقاؤں ''انگریزوں کے خلاف مجاھدین بغاوت کررہے ہیں۔ اگر انگریزوں کی حکومت ختم ہوئی تو قادیانیوں کا ہندوستان میں زندہ رہنا مشکل ہوجائیگا۔ پنڈت جواہر لال برہمن فیمیلی کے چشم وچراغ تھے نام کے پنڈت' ویدوں کی تعلیم سے کوسوں دور تھے اور دوسری بات یہ کہ وہ قادیانی کی منہ شگافیوں اور لاف زنی سے بے خبر تھے اگر وہ سرسری طور پر قادیانی مذہب کا جائزہ لیتے تو شائد انکا خیال اسکے برعکس ہوتا۔ پھر وہ خود انکی مذہبی کتابوں کو ترجمہ کے ساتھ پڑھ لیتے تو پھر دہ مذہب اسلام کے خلاف لب کشائی کی جُرئات نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ اسلام کے مشہور اسکالر و جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک جو نہ صرف قرآن الکریم اور احادیث بلکہ عیسائیوں کی چاروں اناجیل کے چیاپڑوں کو اور ہندوں کی مذہبی کتابوں (ویدوں) کے اشلوک انکے دماغ میں محفوظ ہیں اور وقت ضرورت انکے حوالوں سے معترضین کے اعتراضات اور سائلین کے سوالات کا تشفی بخش جوابات دیتے

ہیں۔ڈاکٹر ذاکر نائیک پر اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم ہیکہ وہ بغیر کتابوں کو دیکھے بڑی روانی سے حوالے جات کے ساتھ جواب دیتے ہیں۔صرف قرآن شریف کے آیات ۶۰۴ صفحے پر پھیلی ہوئیں ہیں۔اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث ۳۲۴۷ تین ہزار دوسو سینتالیس صفحوں پر ہیں۔پتہ نہیں انجیل اور ویدوں کے کتنے صفحات انکے دماغ میں محفوظ ہیں۔چنانچہ وہ بتاتے ہیں کہ انجیل میں آپ ﷺ کے نام کے ساتھ اپکی بعثت کی پیش گوئی ہے۔لیکن ویدوں میں آپ ﷺ کے ماں اور باپ دادا کے ناموں کے ساتھ آپ ﷺ کی بعثت کے زمانے کی اور کافروں کا آپ ﷺ کو ایذائیں دینے کا ذکر اور مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت کا ذکر اور آپ ﷺ کے چار جاں نثار دوستوں کا ذکر موجود ہے اور فتح مکہ کی بھی پیش گوئی ہے۔حالانکہ وید آپ ﷺ کی بعثت سے ہزاروں سال قبل قدیم ہیں اگر متعصب ہندو ترجمہ کے ساتھ دید وید پڑھ لیں تو وہ اسلام کی حقانیت کے قائل ہو جائیں گے اور مسلمانوں کی نسل کشی کے بجائے اسلام قبول کرلیں گے ترقی یافتہ ملکوں کے حکمراں مسیحی مذہب کے پیرو ہونیکا صرف دعوی کرتے ہیں۔وہ دراصل مسیحی سے قطعی ناواقف ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے والا یہودی عالم جو یہودیوں کا بڑا پیشوا تھا۔وہ محض اس وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کیا کہ وہ یہودی نسل سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔اس کا کہنا تھا جو بھی شخص غیر یہودی قوم سے تعلق رکھتا ہوا گر نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ پھانسی کی سزاء کا مستحق ہے چنانچہ یہودیوں کے پیشوا ساول نے اس وقت کے روم کے گورنر سے یہ کہکر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام واجب القتل ہیں آپکو پھانسی پر لٹکانے کے حکم پر دستخط لے لیا،اور پھانسی کی سزاء تکمیل تک پہونچایا۔لیکن اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور انکی جگہ انکے ہمشکل کو لٹکادیا۔اسکے بعد بھی ساول کے دل میں مسیحیوں کے خلاف جو آگ لگی ہوئی تھی تھنڈی نہ ہوئی۔اور وہ خاص مسیحیوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتا رہا۔اس کی تمام تر ایذارسانیوں کے باوجود حواری اپنے دین پر قائم رہے اور شہر چھوڑ کر دور دراز علاقوں میں جا کر مسیحیت کی تبلیغ کرتے رہے۔نتیجتاً بہت سارے لوگ مسیحی دین میں داخل ہونے لگے۔ساول نے جب یہ دیکھا کہ اسکی ایذاءرسانی وسخت سزائیں بیکار ہورہی ہیں تو پھر وہ مکروفریب کا ہتھیار استعمال کیا اور وہ یہ اعلان کیا کہ میں مسیحیوں کی ایذاءرسانی کے سلسلہ میں روم

سے شام کا سفر کررہا تھا تو راستہ میں اس نے دیکھا کہ آسمان سے زمین تک نور پھیلا ہوا ہے اور آسمان ہی سے یہ آواز آئی کہ ساول مجھے کیوں تنگ کررہا ہے تو مسیحیت قبول کرلے اور اسکی تبلیغ کر؟ یہ معجزہ دیکھکر وہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا اور مسیحی مذہب اختیار کرلیا اکثر حواری جو اسکی ایذارسانیوں کا شکار ہوئے تھے اسکی بات پر یقین نہیں کیئے برناباس جو انکا بزرگ پیشوار تھا اسکی بات کا یقین کرلیا اور اپنے حواریوں کو بھی اسکو قبول کرنے کی ترغیب دیا۔ اسطرح ساول ان میں گھل مل گیا اور نام بھی ساول سے بدل کر پولوس رکھ لیا۔ کچھ عرصہ ایسا رویہ اختیار کیا کہ وہ انکا راہ نما ہے اور یہ اعلان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسکے خواب میں آئے تھے انھوں نے کہا کہ انکا صلیب پر چڑھایا جانا عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ بن گیا اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ اس طرح وہ عیسائیت میں تثلیث کا سبب بنا اور عیسائیت کو بگاڑنے اور اسکی جڑوں کو کاٹنے کا موجب ہوا۔ یعنی ایک تیر سے دوشکار کیا۔ یہودی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پرلٹکانے کا سبب بنے تھے انکو بچالیا اور عیسائیوں کو ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے بھٹکا دیا۔ ہماری اس دنیا کے ترقی یافتہ حکمرانوں کو چاہیئے کہ وہ عیسائیت کا بنظر خاص مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ کیا وہ صحیح معنوں میں عیسائی ہیں؟ کیا انکو یہ بھی معلوم ہیکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی پر چڑھانے والے کون تھے؟ اور عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب پرلٹکائے جانیکے بعد بھی انکے صحیح العقیدہ حواریوں کو سخت سے سخت سزاء دینے والا کس مذہب کا پیشوا تھا؟ ساول یا پولوس کے مسیحی دین قبول کرنے سے پہلے مسیحیت کی کیا تعلیم تھی؟ عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونیکے بعد یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو مطعون کیا۔ انھوں نے نومولود کی طرف اشارہ کردیا کہ وہ جواب دے گا۔ یہودی کہنے لگے کہ ہم ایسے شخص سے کس طرح بات کریں جو ابھی گہوارہ میں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ''میں اللہ کا بندہ ہوں اُس نے مجھکو کتاب دی اور اسے مجھکو برکت والا بنایا جہاں کہیں بھی رہوں اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک زندہ رہوں مجھکو میری والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا بنایا۔ اگر وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہوتے تو کہہ دیتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہوں بندہ نہیں ہوں۔ تو پھر ساول کے خواب میں کسطرح کہہ سکتے تھے میں اللہ کا بیٹا ہوں۔ اگر عیسایوں میں اپنے مذہب سے سچی محبت ہے تو وہ غور وفکر کرکے صحیح نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں۔ اگر ان میں صحیح فیصلہ کرنے کی استطاعت ہے تو وہ غور کریں گے کہ عیسائیت کے دوست کون ہیں اور

دشمن کون ہیں؟ اور یہی بات عیسائیوں کو دعوت دیتی ہیکہ وہ قادیانیوں کے خلاف غور کریں کہ وہ ابن مریم اور حضرت مریم کی حد سے زیادہ تذلیل کرنے کے بعد ان سے کیا سلوک کیا جائے؟ اس کے برعکس ہمارے طیب وطاہر پیغمبر محمد مصطفےٰ ﷺ اور قرآن الحکیم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کی پاکی کا دفاع کیا ہے قرآن کریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا کرنے کی مثال دے کر کہتا ہیکہ یہ کام اللہ تعالیٰ کیلئے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ وہ جس طرح آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا۔

مرزا غلام احمد کا مختصر تعارف:

مرزا غلام احمد 1839ء میں گورداس پور کے قصبہ قادیان میں پیدا ہوا تعلیم گھر پر ہوئی 1864ء سے 1868ء تک سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں معمولی تنخواہ پر ملازمت کر لی تھی۔ دوران ملازمت انگریزی کی (۲) دو کتابیں پڑھ لیا تھا (بحوالہ سیرۃ المہدی۔ ص ۱۵۵) اور اسی زمانے میں مختاری کا امتحان دیا۔ ناکام ہوئے مرزا غلام احمد کا جسم نہائیت نحیف اور کمزور تھا۔ اس پر تماشہ یہ ہوا کہ وہ اپنے گھر کی کھڑکی سے باہر جانے کے لئے اترتے ہوئے گر گیا انکے بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی جسکی وجہ سے عمر بھر ان کا ہاتھ شل رہا۔ اور اس ہاتھ سے پانی کا گلاس اٹھا کر نہیں پی سکتے تھے انکی دماغی حالت بھی صحیح نہیں تھی۔ یعنی خود انکی اپنی استعمال کی چیزیں غلط طریقہ سے پہن لیتے تھے مثلاً انکو انکے جوتوں میں الٹے اور سیدھے کی تمیز نہیں تھی۔ سیدھے پیر کا جوتا بائیں میں اور بائیں کا جوتا سیدھے پیر میں پہننے سے اگر تکلیف ہوتی تو یہ کہتے تھے کہ میری کوئی بھی چیز صحیح نہیں ہوتی۔ اسی طرح کپڑوں کا معاملہ تھا۔ گھڑی دیکھ کر فوراً وقت معلوم نہیں کر سکتے تھے تا آں کہ ایک ایک ہندسہ پر انگلی رکھ کر اور زبان سے گن نہ لیں۔

مرزا غلام احمد کے امراض:

۱۔ دایاں ہاتھ ٹوٹ گیا تھا اور آخر عمر تک شل رہا۔ اس ہاتھ سے پانی کا گلاس اٹھا کر نہ پیا جا سکتا تھا

۲۔ دانت خراب اور ان میں کیڑا لگا ہوتھا۔

۳۔ آنکھیں اس قدر خراب کہ کھولنے میں تکلیف ہو۔

۴۔ دوران سر کی اس قدر تکلیف کے موت سے تین۔ برس پہلے تک اور اس سے پہلے متعدد سال

رمضان کے روزے نہ رکھے۔

۵۔کبھی اس قدر غشی پڑ جاتی تھی کہ چیخیں نکل جاتی اور دورے اسقدر سخت پڑتے کہ ٹانگوں کو باندھ دیا جاتا۔

۶۔اوران سب کے علاوہ ذیابیطیس۔

۷۔اور تشنج قلب۔

۸۔دِق کی بیماری۔

۹۔حالت مردمی کالعدم دل ودماغ اور جسم نہایت کمزور۔

۱۰۔پھران سب پر متزاد مالیخو لیااور مراق کاموذی مرض اور ہسٹر یا بھی تفصیل کیلئے (سیرۃ المہدی،سوانح مرزاغلام احمد مصنفہ مرزابشیر احمد فرزند جناب غلام احمد قادیانی اور (نزول المسیح) مصنفہ جناب مرزاغلام احمد قادیانی کامطالعہ کریں۔ذیابطیس کے مریض ہونیکے سبب انکو پیشاب کثرت سے آتا تھا۔بقول مرزاصاحب کے انکو(۱۰۰) سو دفعہ پیشاب آتا تھا حوالے کے لیے ضمیمہ اربعین۔ص۳،۴۔ ہمارااپنا خیال یہ ہیکہ وہ ۱۰۰سومرتبہ پیشاب کرنے نہیں جاتے ہونگے۔اگر بفرض محال وہ (۱۰۰) سومرتبہ پیشاب کو جائیں تو کم از کم ۵منٹ ہر پیشاب کرنے کو درکار ہیں۔اسلیئے کہ شکر کے بوڑھے مریضوں کو پیشاب رک رک کرآتا ہے اسطرح ۵x۱۰۰= ۵۰۰منٹ،اوراسکے گھنٹے بنانے کیلئے ۵۰۰/۲۰=۸(گھنٹے) ۲۰منٹ ہوگے۔۱۲گھنٹوں میں سے ۸گھنٹے ۲۰منٹ نکالیں تو باقی رہے ۳گھنٹے ۴۰منٹ۔اہم بات یہ ہیکہ مرزاصاحب مستند جھوٹے تھے اور جھوٹ انکی فطرت ثانیہ بن چکی تھی لہذا وہ بڑے فراٹے سے کہہ دیتے تھے کہ وہ (۱۰۰)سو مرتبہ پیشاب کرنے جاتے تھے۔میں پچھلے مضمون میں لکھ چکاہوں کہ مرزاصاحب خود انکی روزمرہ کی استعمال کی چیزیں مثلاً جوتااور کپڑے غلط طریقہ سے پہنتے تھے اورانکی دماغی حالت یہ تھی کہ گھڑی ایک نظر دیکھنے سے انکو وقت معلوم نہیں ہوسکتا تھا۔پھراتنا بڑادعوی انکا اپنا دماغ نہیں کرسکتا تھا۔انکومشورہ دینے والوں میں یہوداور نصاریٰ کے علاوہ ایک دجال بھی تھا جو خاص طور پر حدیث اور فقہ کی دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے مکہ اور مدینہ منورہ گیا ہوا تھا تاکہ وہ جناب قادیانی

کے دعووں کو حدیث کے مطابق بنانے کیلئے ان کو حدیثوں کے متن سے آگاہ کیا اور بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شام کے شہر دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینار پر نازل ہونگے عصر کی نماز کا وقت ہوگا سیڑھی لائی جائے گی نیچے تشریف لائیں گے لوگ کہیں گے آپ نماز پڑھائیں وہ فرمائیں گے ''امامکم منکم'' (تمہارا امام تم ہی میں سے ہے) اس کے بعد دجال کو قتل کریں گے۔ شادی کریں گے حدیث کی تمام باتوں پر عمل ہو جانیکے بعد انکی وفات ہوگی، مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کے پہلو میں دفن ہونگے (۲) دو زرد چادریں اوڑھے ہوئے ہونگے اور یہ بھی ہیکہ یہودی اور نصاری اور کافروں کو مسلمان کریں گے جو انکار کرے اسکو قتل کریں گے صلیب توڑیں گے اور خنزیروں کو قتل کریں گے۔'' حکیم نورالدین چونکہ دینی تعلیم معہ حدیثوں کے حاصل کرنیکی غرض سے مکہ اور مدینہ میں ایک عرصہ قیام کے بعد واپس ہندوستان ہوا تھا۔ اسکا تعلیم حاصل کرنیکا بنیادی مقصد جھوٹے مسیح الموعود کو حدیثوں کے متن کے مطابق بنانے کیلئے مشورہ دینا تھا۔ چنانچہ قادیان کو دمشق کے مماثل قرار دیتے ہوئے کہا کہ قادیان کے لوگ بھی دمشق کے لوگوں کی طرح یزیدی ہیں یعنی یزید کی اولاد کی طرح ہیں جسمیں غلام احمد آباواجداد بھی شامل ہیں۔ اسطرح قادیان دمشق کے مماثل ہوا۔ چنانچہ مرزا صاحب خود ازالہ اوہام' کے ایک حاشیہ پر لکھتے ہیں: یہ عاجز بھی اس بات (دمشق) کی حقیقت کی تفتیش کی طرف متوجہ ہوا کہ وہ معنی کیا ہیں اسی اثناء ان کے دوست (راہ نما) حکیم نورالدین قادیان آئے اور انھوں نے اس بات کی درخواست کی جو مسلم کی حدیث میں لفظ دمشق و نیز اور چند ایسے مجمل الفاظ ہیں۔ ان کے انکشاف کیلئے جناب الٰہی میں توجہ کی جائے میری طبیعت علیل اور دماغ ہمیشہ کی طرح نا قابل جدوجہد تھا اس لئے تھوڑی سی توجہ کرنے سے اوپر جو دمشق کے لفظ کی تشریح کیگئی ہے کھل گئی حوالہ ازالہ اوہام صفحہ ۳۲، ۳۳' جناب غلام احمد صاحب کی تفصیلی تفتیش ملاحظہ کریں۔ پس واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تاویل میں مجھ پر من جانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہیکہ اس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے جسمیں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یہودی، یزیدی الطبع عادات وخیالات کے پیرو ہیں جن کے دلوں میں اللہ اور رسول کی کچھ محبت اور احکام الٰہی کی کچھ عظمت نہیں جنھوں نے اپنی

خواہشوں کو اپنا معمول بنا رکھا ہے اور اپنے نفس امارہ کے حکموں کے ایسے مطیع ہیں کہ مقدسوں اور پاکوں کا خون بھی انکی نظر میں سہل اور آسان ہے آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور خدا تعالٰی کا موجود ہونا انکی نگاہ میں ایک پیچیدہ مسئلہ ہے جو انھیں سمجھ میں نہیں آتا۔اور کیونکہ طبیب کو بیماروں کی طرف آنا چاہئے اسلئے ضروری تھا کہ مسیح ایسے ہی لوگوں میں نازل ہو!! حوالے کیلئے ''حاشیہ ازالہ اوہام صفحہ ۳۳، ۳۴'' (اسی طرح کنویں کو پیاسے کہ پاس آنا چاہیئے) پس مسیح کا دمشق میں اترنا صاف دلالت کرتا ہیکہ کوئی مثل مسیح جو حسینؓ سے بوجہ مشابہت ان دونوں بزرگوں کی مماثلت رکھتا ہو یزیدیوں کی تنبیہ اور ملزم کرنے کیلئے جو مثل یہود ہیں اترے گا۔حوالہ حاشیہ ازالہ اوہام ''دمشق کا لفظ محض استعارہ کے طور پر استعمال کیا گیا''۔حوالہ (حاشیہ ازالہ اوہام صفحہ۔۳۴) ''تب اس نے مجھ سے کہا کہ یہ لوگ یزیدی الطبع ہیں۔اور یہ قادیان دمشق کے مشابہ ہے۔سو خدائے تعالٰی نے ایک بڑے کام کے لئے اس دمشق میں اس عاجز کو اتارا (اسکے برعکس اصلی مسیح عاجز نہیں ہوں گے) ''بطرف شرقی عند المنارۃ البیضاء من المسجد الذی من دخلہ کان امنا وتبارک الذی انزلنی فی ہذا المقام'' حوالہ (ایضا ازالہ اوہام) صفحہ ۶۸)

دو (۲) زرد چادریں:

احادیث نزول مسیح کے وقت کی کیفیات اور واقعہ کی جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں ان کو غلام احمد صاحب اپنے اوپر منطبق کرنے میں ایسی لاف زنی اور موشگافی سے کام لیا کہ انکوان کے متبعین اور قارئین پر اتنا ہی بھروسہ اور اعتماد ہے جتنا اعتماد اور بھروسہ وہ خود انکے مشیروں اور انکے مفروضہ خداؤں پر اور ان کے مشوروں پر، اور مکالموں پر کرتے تھے۔ان کے مخالفین نے ان پر اعتراض کیا کہ نزول کی جن احادیث سے وہ استدلال کرتے ہیں اور ان پر اپنی دعوت ودعوے کی بنیاد رکھتے ہیں ان میں یہ بھی تو آیا ہے کہ جس وقت حضرت مسیح نزول فرمائیں گے۔ان پر دو زرد چادریں ہونگی۔اسکے جواب میں فرماتے ہیں ''میں ایک دائم المرض آدمی ہوں اور وہ دو زرد چادریں جنکے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہیکہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا۔وہ زرد چادریں میرے شامل حال ہیں جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کی رو سے دو بیماریاں ہیں

سوا ایک چادر میرے اوپر کے حصہ میں ہے کہ ہمیشہ سر درد اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا وقات سوسو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب مرے شامل حال رہتے ہیں۔حوالے کیلئے ''اشتہار چندہ منارۃ المسیح شامل کتاب خطبہ الہامیہ صفحہ ا سیرۃ المہدی جلد ۲ صفحہ ۱۵۴'' غلام احمد صاحب جو مثل مسیح الموعود ظلی و بروزی نبی،اور سب نبیوں سے افضل نبی بھی اپنے کشف،مکالمات کے کچھ حصے ایسی پر سکون جگہ (حمام) میں تکمیل کو پہنچاتے ہوں گے چنانچہ حضرت مسیح الموعود کے چند کشف اور مکالمات پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں۔(حضرت اقدس کے ایک کشف میں ''بنت رسول حضرت کا سر اپنی ران پر رکھ کر انکو بتاتی ہیں کہ تمہارا مقام یہاں ہے)ظلی بروزی نبی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور محبت میں فنا ہونے والے کا عمل اور کشف دیکھیں' کہ وہ سیدۃ النساء کی کیسی عزت کرتا ہے یہ عمل دنیا کے کسی سفلے سے سفلہ انسان بھی نہیں کر سکتا۔دوسرا کشف میں حضرت اقدس یہ دیکھتے ہیں کہ وہ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ قوت رجولہ سے انکے ساتھ مشغول ہے۔تیسرے کشف میں انکو ۱۳ / ماہ کے حمل کے بعد ایک لڑکی پیدا ہوئی۔انکو زچگی کے وقت دردزہ بھی ہوا۔اور جتنی برائیاں انکے دماغ میں بھری ہوئیں تھیں وہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب کردیئے یعنی وہ شراب پیتے تھے فاحشہ عورتوں سے انکے تعلقات تھے۔اور ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا بتائے۔جب یہ شعر کہا،اس وقت اسکو یاد نہیں تھا انکے باپ کا نام وہ تجویز کر چکے ہیں۔یہ شعر ہے۔

ابن مریم کی بات کو چھوڑو — اس سے بہتر غلام احمد ہے''۔

میں سمجھتا ہوں انکے کشف مکالمات اور الہامات کے ذریعہ وہ جو کچھ ظاہر کر چکے ہیں اسمیں حضرت مرزا صاحب کا ذرّہ برابر قصور نہیں تھا سارا قصور اس مٹی کا ہے جہاں انکی نشونما ہوئی تھی۔چنانچہ خود انکے بیان کے مطابق انکی تھوڑی توجہ کے بعد ان پر یہ بات کھلی تھی دمشق اور قادیان کے رہنے والے یزید کی اولاد اور یہودی نسل کے ہیں۔جو پاکوں کو قتل کرتے ہیں،جن کے دلوں میں اللہ و رسول کی کچھ محبت نہیں اور احکام الٰہی کی کچھ عظمت نہیں جنھوں نے اپنی خواہشوں کو اپنا معمول بنا رکھا ہے۔اور اپنے نفس امارہ کے

حکموں کے ایسے مطیع ہیں کہ پاکوں کا خون بھی انکی نظر میں سہل اور آسان ہے اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے خدا تعالیٰ کا موجود ہونا انکی نگاہ میں ایک پیچیدہ مسئلہ ہے جو انھیں سمجھ میں نہیں آتا۔ حدیثوں میں دمشق کے مینارہ شرقی کا بھی ذکر ہے جس پر حضرت مسیح کا نزول ہوگا۔ جناب غلام احمد صاحب نے دمشق کے لفظ کی طرح اسکی تاویل کی زحمت برداشت کرنے کے بجائے یہ مناسب سمجھا کہ قادیان کے مشرقی حصہ میں مینارہ ہی تعمیر کر دیا جائے۔ انھوں نے 1900ء میں اس بات کا فیصلہ کرلیا جیسا کہ سیرۃ المہدی سے معلوم ہوتا ہے۔ اسکے لئے چندہ کی فہرست بھی کھول دی گئی اور لوگوں کو اسمیں چندہ دینے کی ترغیب دی گئی اور 1902ء میں اسکا سنگ بنیاد بھی رکھ دیا گیا لیکن اس مینارہ کی تکمیل ان کی زندگی میں نہ ہوسکی (اگر مینارہ کی تکمیل ہو بھی جاتی تو اس پر مصنوعی مسیح کا نزول کس طرح ہوتا؟ اسلئے چندہ وصول کرتے رہنا ہی بہتر تھا) اور یہ سعادت یعنی مینارہ کی تکمیل انکے صاحب زادے مرزا بشیر الدین محمود کے حصہ میں آئی (مینارہ تو موجود ہے لیکن نازل ہونے والا شہر خموشاں کی نذر ہوگیا اور قیامت تک اس کے نزول کی کوئی امید نہیں؟) مرزا غلام احمد حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھائے جانے اور انکے نزول کے وقت زندہ رہنے کو عقلاً ناممکن ثابت کرتے ہوئے انکے اپنے قیاس کے گھوڑے دوڑاتے ہیں' 'ازاں جملہ اعتراض کہ اگر ہم فرض محال کے طور پر قبول کرلیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنے جسم خاکی کے سمیت آسمان پر پہنچ گئے تو اس بات کے اقرار سے ہمیں چارہ نہیں کہ وہ جسم جیسا کہ تمام حیوانی اور آسمانی اجسام کے لئے ضروری ہیکہ آسمان پر بھی تاثیر زمانہ سے ضرور متاثر ہوگا۔ اور یہ ضرور زمانہ لابدی ولازمی طور پر ایک دن ضرور اسکیلئے موت واجب ہوگی پس اس صورت حال میں تو حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت یہ ماننا پڑتا ہیکہ اپنی عمر کا دورہ پورا کرکے آسمان پر ہی فوت ہوگئے ہونگے اور اگر ابتک زندہ رہنا ان کا تسلیم کرلیں تو کچھ شک نہیں کہ اتنی مدت گزرنے پر پیر فرتوت ہوگئے ہوں گے اور اس کام کے لئے ہرگز لائق نہیں ہونگے کہ کوئی دینی خدمت ادا کرسکیں پھر ایسی حالت میں انکا دنیا میں تشریف لانا بجز ناحق تکلیف کے اور کچھ فائدہ بخش نہیں معلوم ہوتا۔ حوالہ کیلئے ازالہ اوہام' صفحہ ۲۵، ۲۶' مرزا صاحب یہ بات نہیں سمجھے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے والا مرزا صاحب خدا نہیں بلکہ وہ سارے عالم کا رب ربّ العالمین ہے جو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ ویقتل خنزیر پر طنز کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول کے بعد عمدہ کام

خنزیروں کا شکار کھیلنا ہوگا اور بہت سے کتے ان کے ساتھ ہونگے۔ اور اگر یہی سچ ہے تو پھر سکھوں اور چماروں اور سانسیوں اور گنڈیلوں وغیرہ جو خنزیر کے شکار کو دوست رکھتے ہیں خوشخبری کی جگہ ہے ان کی خوب بن آئے گی۔ حوالہ کے کیلئے ''ازالہ اوہام صفحہ ۲۱۔ ایک دوسری جگہ نزول مسیح کی حقیقت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ایسا نہ ہو کہ کسی غبارہ پر چڑھنے والے اور پھر تمہارے سامنے اترنے والے کے دھوکہ میں آ جاؤ۔ سو ہوشیار رہنا آئندہ تم اپنے جمے ہوئے خیال کی وجہ سے کسی اترنے والے کو ابن مریم نہ سمجھ بیٹھنا۔ حوالے کیلئے ازالہ اوہام صفحہ ۱۴۳۔ اسی طرح نزول مسیح کے عقیدے پر جناب غلام احمد صاحب جنکی روح دمشق اور اسکے مماثل قصبہ قادیان کے باسیوں کی طرح ہے تبصرہ فرما رہے ہیں۔ بھائیو اس بحث کی دو ٹانگیں تھیں، ایک (۱) ابن مریم کا آخر زمانے میں جسم خاکی کے ساتھ آسمان سے اترنا تو اس ٹانگ کو قرآن شریف اور نیز بعض احادیث نے بھی مسیح ابن مریم کے فوت ہوجانے کی خبر دے کر توڑ دی ہے۔ (۲) دوسری ٹانگ دجال معہود کا آخری زمانہ میں ظاہر ہونا تھا، سو اس ٹانگ کو صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی متفق علیہ حدیثوں نے دو ٹکڑے کر دیا اور ابن صیاد کو دجال معہود ٹھہرا کر آخر مسلمانوں کی جماعت میں داخل کر کے مار بھی دیا۔ اب جب کے اس بحث کی دو ٹانگیں ٹوٹ گئیں تو پھر تیرہ سو برس (۱۳۰۰) کے بعد یہ مردہ جس کے دونوں پیر نہیں کیوں اور کس کے سہارے کھڑا ہوسکتا ہے حوالہ کیلئے۔ ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۳، ۱۳۴۔ اور ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ''کیا احادیث پر اجماع ثابت ہوسکتا ہے کہ مسیح آ کر جنگلوں میں خنزیر کا شکار کھیلتا پھرے گا اور دجال خانہ کعبہ کا طواف کرے گا اور ابن مریم بیماروں کی طرح دو آدمیوں کے کاندھوں پر ہاتھ دھر کے فرض طواف بجالائے گا۔ کیا یہ معلوم نہیں کہ جو لوگ ان حدیثوں کی شرح کرنے والے گزرے ہیں وہ کیسے بے ٹھکانہ اپنی تکیں ہانک رہے ہیں۔ حوالے کیلئے ازالہ اوہام صفحہ ۲۱۴۔ اور دوسری جگہ علماء اہلسنت کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''اے حضرات مولوی صاحبان جبکہ عام طور پر قرآن شریف سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے اور ابتداء سے آج تک بعض اقوال صحابہ و مفسرین بھی اسکو مارتے ہی چلے آتے ہیں تو آپ لوگ ناحق ضد کیوں کرتے ہیں کہیں عیسائیوں کے خدا کو مرنے بھی تو دو، کب تک اسکو حی لا یموت کہتے جاؤ گے کچھ انتہا بھی ہے۔ حوالے کیلئے

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۳۵)

مرزا صاحب کے دجل کی ایک اور مثال: (جمل کے حساب سے استدال) اپنی کتاب میں مرزا صاحب جمل کے حساب سے بھی بہت استدلال کیا اور یہ استدلال باطنی داعیوں اور مصنفین سے مل جاتا ہے جو اعداد جمل سے بڑے بڑے دینی حقائق اور عقائد ثابت کرتے تھے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں مجھے کشفی طور پر مندرجہ ذیل کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے ہی سے یہی تاریخ ہم نے تیرے نام میں مقرر کر رکھی ہے اور وہ نام یہ ہے: ''مرزا غلام احمد قادیانی'' اس نام کے عدد پورے پورے تیرہ سو (۱۳۰۰) ہیں۔ اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا نام غلام احمد قادیانی نہیں ہے بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہیکہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں اور اس عاجز کے ساتھ اکثر یہ عادت اللہ جاری ہیکہ وہ سبحانہ محض اسرار اعداد حروف تہجی میں مجھ پر ظاہر کر دیتا ہے (۱)۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ: اب اس تحقیق سے ثابت ہیکہ مسیح ابن مریم کے آخری زمانے میں آنے کی قرآن شریف میں پیشگوئی موجود ہے قرآن شریف میں مسیح کے نکلنے کی چودہ سو برس مدت ٹھرائی ہے بہت سے اولیاء بھی اپنے مکاشفات کی رو سے اس مدت کو مانتے ہیں۔ اور آیت ''وانا علی ذھاب بہ لقادرون جس کے بحساب جمل ۱۲۷۴ عدد ہیں چاند کی سلخ کی راتوں کی طرف اشارہ کرتی ہے جس میں نئے چاند نکلنے کی اِشارت چھپی ہوئی ہے جو غلام احمد قادیانی کی عددوں میں بحساب جملہ پائی جاتی ۔۱۳، ازالہ اوہام صفحہ ۹۰۔۲، (واضح رہے کہ یہ سورہ مومنوں کی آیات آسمانی بارش کے متعلق ہے) مصنف

جناب غلام احمد قادیانی صاحب کا جو بھی اور جیسا بھی خدا تھا تھا بڑا دلچسپ ایک دفعہ انکے توجہ کرنے پر انکو بتایا قرآن شریف میں احمد نام جو آیا ہے وہ غلام احمد کا ہے۔ انکا خدا صرف اسی پر اکتفاء نہیں کرتا بلکہ قرآن شریف میں جتنی بھی آیات حبیب کبریا رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفے احمد مجتبیٰ بن عبداللہ ﷺ کی شان اقدس میں نازل ہوئیں تھیں۔ وہ چودہ (۱۴۰۰) سو برس بعد انکا خدا (رب العالمین نہیں بلکہ جو بھی مرزا کے معبود تھے) وہ مرزا صاحب نام ھبہ کر دیئے۔ ہے نا مضحکہ خیز بات۔ اب ذرا غور کریں انکا خدا کیسی پلٹی کھاتا ہے۔ پھر وہی خدا جمل کے اعداد کے حساب سے انکے نام کے تیرہ (۱۳۰۰) سو عدد کی طرف انکی توجہ مبذول کرا کے کہتا ہیکہ غلام احمد قادیانی کے نام کے عدد تیرہ (۱۳۰۰) سو ہیں۔ انکو کشف میں

بتا تا ہے تیرہ (۱۳۰۰) سو برس بعد جو مسیح آنا تھا وہ تو ہی ہے۔ تیرے علاوہ دنیا میں کسی اور کا نام غلام احمد نہیں ہے۔ انکے اس طرح مکالمات اور کشف سے یہ معلوم ہوتا ہیکہ انکا کوئی ایک خدا راہ نما نہیں ہے بلکہ کئی ایک ناخدا انکے راہ نما تھے۔ بقول انکے کہ اگر وہ مسیح تھے تو ناکام تھے۔ اسلئے نہ تو انھوں نے یہود ونصاریٰ نہ ہی کافروں کو مسلمان کیئے نہ ہی انکے اسلام نہ قبول کرنے پر انکو قتل کیئے؟ بلکہ اسکے برعکس اسلام میں نقب زنی کرکے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کو جہنم کا ایندھن بنادیئے۔ اس طرح کافروں کی تعداد میں اضافہ کا باعث ہوئے۔ کسی کو صحیح عمل کی ہدایت دینے والے کو اسکے عمل کا ثواب ملتا ہے اسی طرح راہ راست سے بھٹکانے والے کو اسکے غلط عمل کی سزاء ملتی ہے حضرت مسیح علیہ السلام قیامت سے قبل تشریف لائیں گے۔ کفر اور شرک کو مٹادیں گے۔ اسلام قبول نہ کرنے والے کافروں یہود ونصاری کو قتل کریں گے آپ علیہ السلام کے زمانے میں مال اس کثرت سے ہوگا کہ کسی کو زکواۃ دینا چاہیں تو قبول نہ کریں گے صلیب اسلئے توڑیں گے کہ عیسائی اسکی عبادت کرتے ہیں سوروں کو اسلئے قتل کریں گے کہ وہ نجس ہے عیسائیوں کی غذا ہے۔

لیکن جعلی مسیح اوران کے ماننے والے غریبوں کو زکواۃ دینا تو کجا الٹا عوام الناس سے اسلام کی خدمت کے نام پر اور جعلی مینارہ تعمیر کرکے مسیح موعود کو اصلی ثابت کرنے کیلئے چندے وصول کرتے رہے۔ تا کہ مسیح موعود اور اسکے خاندان کا پیٹ بھر سکیں۔ جو مال انکو انکے مقدس حکمرانوں (انگریزوں) سے بذریعہ ٹیچی ٹیچی مل رہا تھا وہ انکی طلب اور حرص کی پیاس بجھانے میں ناکافی تھا اسلئے اپنے آقاؤں کو (انگریز حاکموں اور گورنروں کو) وقتاً فوقتاً یاددہانی کراتے رہتے تھے کہ وہ کس طرح انکی حکومت کی انکے عطائی دین کے ذریعہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اور اس کے صلے میں مزید اکرام اور نظر کرم کے طالب ہیں۔ اور مزید کہتے ہیں کہ ہماری سب سے بڑی خدمت ''جہاد'' کی تنسیخ ہے (جو صرف عیسائیوں اور کافروں سے جائز نہیں ہے) لیکن عیسائیت کی معیت میں مسلم ملکوں سے جہاد کرنا جائز ہے۔ اور پچاس (۵۰) الماری بھر کتابیں مسلمانوں کو برٹش حکومت کی اطاعت و وفاداری کی ترغیب دیتے لکھی گئیں جو سارے عالم میں تقسیم کیگئی ہیں یہ بات حق ہے کہ انکے مشن کا مقصد صرف اور صرف طاغوت کی خدمت تھا جو بڑی خوش اسلوبی سے اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگا کر پایہ تکمیل کو پہنچا کر اپنے حقیقی ٹھکانے پر پہنچ گئے۔ اپنے منہ میاں

میٹھوں بننے والے جو خود کو مثل مسیح ، مسیح موعود ظلی بروزی نبی کہنے والے کی فراست کا حال ملاحظہ فرمائیے ۔انکا ارشاد تھا ''انگریزوں کی حکومت کا سورج قیامت تک غروب نہ ہوگا'' انکو یہ خبر نہیں تھی انکی ہلاکت کے (۴۰) چالیس برس کے اندر رہی حکومت انگلیشیہ نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کے مختلف ملکوں سے سمیٹ کر جزیرہ انگلستان تک محدود ہوجائے گی ''غلام احمد کا مولانا ثناءاللہ صاحب ۔امرتسری کو چیالنج ''غلام احمد اپنے ایک اشتہار میں جناب ثناءاللہ صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ''بخدمت مولوی ثنا اللہ صاحب السلام علی من اتبع الہدیٰ'' اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہوجاونگا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ناکام ،ہلاک ہوجاتا ہے اور اسکا ہلاک ہونا بہتر ہوتا ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے ۔اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں اور خدا کے مکالے اور مخاطبے سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزاء سے نہیں بچیں گے۔ پس وہ سزاء جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے، جیسے طاعون ،ہیضہ، وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں (واقعہ یہ ہیکہ خود مرزا صاحب مرض ہیضہ میں مبتلاء ہوکر یکایک انتقال کر گئے اور حضرت ثناءاللہ صاحب امرتسری بعد میں بھی مدت دراز تک بخیر وعافیت قادیانت کی سرکوبی میں مشغول رہے) ''مجموعہ اشتہارات جلد۳،ص ۵۷۸ تبلیغ رسالت 'ج' ۱۰ اص ۱۱۸'' اس اشتہار کی اشاعت کے ہفتہ عشرہ بعد ہی ۲۵ راپریل 1907ء کو اخبار بدر قادیان میں مرزا کی ڈائری میں شائع ہوا کہ ثناءاللہ صاحب کے متعلق جو کچھ لکھا گیا یہ دراصل ہماری (یعنی مرزا صاحب کی) طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے اسکی بنیاد رکھی گئی ہے (بعد کے واقعہ سے بھی یہی ظاہر ہوا۔) اخبار بدر قادیان مورخہ ۲۵ راپریل 1907ء مرزا صاحب کی وفات کا اعلان جیسے گرو ویسے چیلے: برادران جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے مرزا قادیانی کو اسہال کی بیماری بہت دیر سے تھی۔ (لیکن جناب مرزا نے کبھی اس بیماری میں مبتلا ہونیکا اعلان نہیں کیا، لیکن اجابتیں اور الٹی ہونیکے بعد انکے ماننے والوں نے اسہال کی بیماری ہونیکا اعلان کیا اور جب آپ کوئی دماغی کام زور

سے کرتے تو بڑھ جاتی تھی حضور کو یہ بیماری بسبب کھانا نہ ہضم ہونے کے تھی اور چونکہ دل سخت کمزور تھا اور نبض ساقط ہو جایا کرتی تھی۔ اس دفعہ لاہور کے قیام میں بھی حضور کو دو تین دن پہلے یہ حالت ہوئی لیکن ۲۵ تاریخ مئی کی شام سارا دن ''پیغام صلح'' کا مضمون لکھنے کے بعد سیر کو تشریف لے گئے تو واپسی پر حضور کو پھر اس بیماری کا دورہ شروع ہو گیا، اور وہی دوائی جو کہ پہلے مقوی معدہ استعمال فرماتے تھے مجھے بھیجا تو بنوا کر بھیج دی گئی مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ قریباً گیارہ بجے ایک اور دست آنے پر طبیعت از حد کمزور ہو گئی اور مجھے اور حضرت خلیفہ نور الدین صاحب کو طلب فرمایا۔ مقوی ادویہ دی گئیں اور اس خیال سے دماغی کام سے یہ مرض شروع ہوا نیند آنے سے آرام آ جائیگا ہم واپس اپنی جگہ پر چلے گئے مگر تقریباً دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور بڑا دست آ گیا جس سے نبض بلکل بند ہو گئی اور مجھے اور حضرت مولانا خلیفہ المسیح مولوی نور الدین اور خواجہ کمال الدین صاحب کو بلوایا گیا۔ اور برادرم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی گھر سے طلب کیا اور جب وہ تشریف لائے تو مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ مجھے سخت اسہال کا دورہ ہو گیا ہے آپ کوئی دوا تجویز کریں۔ علاج شروع کیا گیا۔ چونکہ حالت نازک ہو گئی تھی اس لئے ہم پاس ہی ٹھہرے رہے اور علاج با قاعدہ ہوتا رہا پھر نبض واپس نہ آئی یہاں تک کہ سوا دس بجے ۲۶ مئی 1908ء کو حضرت اقدس کی روح اپنے محبوب حقیقی سے جا ملی۔ (اعلان من جانب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ قادیانی مندرجہ ضمیمہ اخبار ''الحکم'' حضرت اقدس کے مقدس دست کا احوال بڑی تفصیل سے لکھا گیا لیکن دست مقدس کے بعد حضرت کو پاک کرنے کا کام ذکر ہی نہیں ہے جیسا کہ ساری دنیا کو علم ہے حضرت مسیح کا ایک ہاتھ ناکارہ تھا وہ خود تو صفائی کرنے سے معذور تھے اس پر تماشہ یہ کہ ہیضہ کی بیماری یا اسہال نے ان کی کمر توڑ دی تھی، لہذا انکے کسی پلید خلیفہ یا مرید کا فرض تھا کہ حضرت اقدس کے دست مقدس کو پانی سے دھو دیتا تا کہ حضرت اقدس کی روح کو انکے محبوب حقیقی سے ملنے کا وقت آئے تو پاک حالت میں ملیں مگر اس کا ذکر کسی جگہ اور کہیں بھی نہیں ہے چنانچہ اوپر کی روایت کو ملمع چڑھا کر ہیضہ سے اسہال میں بدل دیا گیا اب مرزا صاحب کی موت کی دوسری روایت ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب کی بیٹی شاہد ہے اور اسکا'' حوالہ سیرت المہدی ج ا۔ ص اا'' مرزا صاحب کے بیٹے بشیر احمد لکھتے ہیں۔'' اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعیف تھے کہ آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے اسلئے میں نے چارپائی

کے پاس ہی انتظام کر دیا تھا اور وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور اٹھ کر لیٹ گئے میں پاوں دباتی رہی مگر ضعف بہت ہو گیا۔ اسکے بعد ایک اور دست آیا پھر قئے آئی جب قئے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چار پائی پر گر گئے اور آپ کا سر چار پائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگر گوں ہو گئی۔ (سیرت المہدی ج ۱ص ۱۱) اس روایت سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب ہیضہ کے مرض میں اور ایسی بُری حالت میں مرے تھے نعوذ باللہ۔

مرزا کی موت:

مرزا کو اسہال کی بیماری بہت دیر سے تھی اور جب آپ کوئی بھی دماغی کام زور سے کرتے تو بڑھ جاتی تھی انکو یہ بیماری بہ سبب کھانا ہضم نہ ہونیکے تھی اور چونکہ دل سخت کمزور تھا اور نبض ساقط ہو جاتی تھی اس دفعہ لاہور کے قیام میں بھی دو (۲) تین دن پہلے یہ حالت ہوئی لیکن ۲۵ رمئی کی تاریخ کی شام جب آپ سارا دن ''پیغام صلح'' کا مضمون لکھنے کے بعد سیر کو تشریف لے گئے تو واپسی پر حضور کو پھر اس بیماری کا دورہ شروع ہو گیا اور وہی دوائی جو کہ پہلے مقوی معدہ استعمال فرماتے تھے، مجھے حکم بھیجا تو بنوا کر بھیج دی گئی مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا (فائدہ کیسے ہوتا) جب مرزا قادیانی صاحب خود اللہ تعالیٰ سے ان دونوں میں یعنی جناب ثناء اللہ امرتسری یا مرزا قادیانی میں جو بھی جھوٹا ہو اس کیلئے قئے اور پخانے یا مرض ہیضہ میں مبتلاء ہو کر ہلاک ہونیکی دعا کی تھی۔ وہ دعوی بھی صرف زبانی نہیں ے بلکہ کتابت کی شکل میں اشتہار تھا۔ کہی ہوئی بات بدل جاتی ہے لیکن لکھی ہوئی بات کو بدلنا مشکل ہے۔ لہذا یہ اٹل ہیکہ ثناء اللہ صاحب صادق اور غلام احمد کاذب ہوا) اور قریب گیارہ بجے ایک اور دست آنے پر طبیعت بہت کمزور ہو گئی اور مجھے اور حضرت خلیفہ نور الدین صاحب کو طلب فرمایا۔ مقوی اور دوا دی گئیں اور اس خیال سے کہ دماغی کام کی وجہ سے یہ مرض شروع ہوئے نیند آنے سے آرام آ جائیگا۔ ہم واپس اپنی جگہ پر چلے گئے مگر تقریبا دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور بڑا دست آیا جس سے نبض بند ہو گئی اور مجھے اور حضرت مولانا خلیفہ المسیح نوار الدین صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کو بلوایا اور برادرم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ مجھے سخت اسہال کا دورہ ہو گیا ہے آپ کوئی دوا تجویز کریں۔ علاج شروع کیا گیا چونکہ حالت نازک ہو گئی تھی اسلئے ہم پاس ہی ٹھیرے رہے اور علاج باقاعدہ ہوتا رہا مگر پھر نبض واپس نہ آئی

یہاں تک کہ سوا دس بجے غلام احمد (قئے دست) کی روح اپنے محبوب حقیقی سے جا ملی"۔ (اعلان منجانب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قادیانی مندرجہ ضمیمہ اخبار "الحکم" قادیانی غیر معمولی مورخہ ۲۸ رمئی 1928)

جناب قادیانی کی بیوی بیٹے اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کا بیان وتاویلات کے بعد قادیانی غلام احمد صاحب کی ڈائری کو "اخبار بدر" کے پرچوں سے ملاحظہ کریں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ آپ کی موت ناگہانی ہوئی۔ آپ آخر دن تک اپنی معمولی صحت کی حالت میں رہے۔ اس شام سے پہلے جب آپ بیمار ہوئے سارا دن ایک رسالہ لکھنے میں مشغول رہے جسکا "نام پیغام صلح" ہے اور تاریخ مقرر کی گئی کہ اس پیغام کو ٹاؤن ہال میں ایک بڑے مجمع کے سامنے پڑھا جاوے اور اس شام کو حسب معمول سیر کیلئے باہر تشریف لے گئے اور کسی آدمی کو خبر نہ تھی کہ یہ آپکی آخری سیر تھی۔ رات وہ ایک سخت بیماری میں (یعنی قئے اور دست میں مبتلا ہو گئے) اور صبح دس بجے کے قریب آپکا انتقال ہو گیا۔ آپکی وفات کی خبر بلکل ناگہانی تھی۔ چنانچہ جس جگہ خبر پہنچی لوگوں کو اس کی صداقت پر اعتبار نہ آیا۔

(رسالہ "ریویو آف ریلیجز" قادیان ص ۲۳۱ نمبر ۶، جلد ۱۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۲۶ راپریل ۱۹۰۸ء کو لاہور تشریف لے گئے۔ اسی روز بوقت ۴ بجے صبح آپ پر یہ وحی نازل ہوئی جو آپکی وفات پر دلالت کرتی تھی "مباش ایمن از باز روزگار۔ اس وحی کے بعد قادیان میں کوئی موقعہ نہ ملا کہ آپ پر اللہ کا کلام نازل ہو اس لئے قادیان میں آخری وحی تھی"۔ (اخبار "الحکم" قادیان کا خاص نمبر ج ۳۷، نمبر ۱۹ مورخہ ۲۱، ۲۸ مئی ۱۹۳۴ء) "بمقام لاہور آپکا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا) قیام قریباً ایک ماہ تک رہا اور اس عرصہ میں آپ نے کئی تقریریں فرمائیں ملنے والوں اور نئے نئے ملاقاتیوں کے ساتھ گفتگوئیں کیں اور روزمرہ کی نمازوں میں شامل ہوتے رہے اور ہر روز سیر کے واسطے جاتے رہے۔ جس روز حضور کا واقعہ وصال ہوا اس سے ایک روز پہلے حضور نے ایک رسالہ لکھا جسکا نام "پیغام صلح" رکھا یہ پیغام آپ نے اس غرض سے لکھا تھا کہ لاہور ٹاؤن ہال میں مختلف مذاہب کے وکلاء کو ایک عام جلسہ میں مدعو کر کے سنایا جائے۔ جب وہ یہ پیغام لکھ چکے تو شام کے وقت وہ سیر کے لئے تشریف لے گئے مگر واپسی پر اُنکی طبیعت ناساز ہوگئی۔ (یعنی دست وقئے کی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔۔۔ الیاس صاحب برنی ("رسالہ ریویو آف ریلیجز قادیان میں ص ۳۴۱ نمبر ۹، ج ۱۳) باوجود اسکے

کہ زمانہ وفات کے قریب ہونے کی خبر متواتر وحیوں سے ملتی رہی مگر پھر بھی جب حضرت حجت علی اللہ الارض خلیفہ فی حلل الانبیاء حضرت غلام احمد الف الف صلوٰۃ والسلام کے حسب وعدہ الٰہی متوفی ہو کر حیات طیبہ سے رفیع المرتیب ہونیکا وقت آیا بلکہ اچانک ہی آ گیا۔ (نہ حضرت وحی کا مطلب سمجھے نہ ہی انکو متواتر وحی آئی اور نہ ہی انکو رفیع المرتب ہونیکا یقین تھا بلکہ وہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ سے اُنکی اپنی موت سے بچ جانے کی دوا تجویز کرواتے ہوئے رخصت ہوئے۔) جس مشن کو پورا کرنے اور جس عظیم الشان کام کے انصرام کیلئے بعثت ہوئی تھی (یہود و نصاریٰ کی خدمت بڑی خوش اسلوبی سے تکمیل کو پہنچایا) اور اس کام میں وہ آخر وقت تک نہایت مستعدی سے مصروف رہے یہاں تک کہ بیماری (قئے اور دست) کے شدید حملے نے عاجز کر دیا اور تقریباً ۱۲ گھنٹے کٹھن جزا ''یعنی بیماری'' کے بعد آپکا انتقال ہو گیا'' پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا'' (قصبہ قادیان مشابہ دمشق) جناب مرزا صاحب موت کو ٹالنے کیلئے ڈاکٹر سے کوئی دوا تجویز کروانے کے خواہشمند تھے، جبکہ سرور کونین ﷺ اپنے وصال سے پہلے اپنی لخت جگر کو اپنے وصال کی خبر دئے تھے جسکو سن کر وہ رونے لگیں پھر آپ ﷺ نے انکو بلا کر انکے کان میں یہ بشارت دی کہ میرے اہل بیت میں تم سب سے پہلے مجھ سے ملوگی، جس پر وہ ہنسنے لگیں۔ اپنے انتقال سے پہلے آپ ﷺ رفیق اعلیٰ، رفیق اعلیٰ (یعنی رب العالمین) کہتے ہوئے رخصت ہوئے۔ مرزا صاحب کے خسر میر ناصر صاحب کا بیان ''حضرت مرزا صاحب جس رات بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا جب آپکو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا، جب میں حضرت مرزا کے پاس پہنچا اور آپکا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ''میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے، اس کے بعد ایسی کوئی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپکا انتقال ہو گیا' مرزا صاحب کے خسر میر ناصر صاحب کے خود نوشتہ حالات ''مندرجہ حیات ناصر ص ۱۴ مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی'' قادیانی جماعت کے اکابرین جناب غلام احمد صاحب کے مرض الموت کو ہیضہ کے بجائے مرض اسہال ثابت کرنے کے لئے جو بیانات دیئے وہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن حق بات ان کے اپنے خُسر میر ناصر صاحب سے کہا تھا کہ ''میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے''۔ اس کے بعد آپ نے ایسی کوئی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپکا انتقال ہو گیا'' جتنے بھی ذمہ دار

قادیانی اس بات کو شدت سے تردید کرتے رہے تھے کہ حضرت غلام احمد مرض ہیضہ کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ اہم بات صفائی اور پاکی کی تھی جسکو سب اصحاب نظر انداز کر دیئے یعنی بعد از خروج غلاظت کو جسم سے دھوکر صاف کیا جاوے جیسا کہ ساری دنیا جانتی تھی کہ حضرت ایک ہاتھ سے معذور تھے۔ جب وہ صحت مند تھے تب بھی یہ کام انکے لئے مشکل تھا۔ ہیضہ کی بیماری کے سبب حد سے زیادہ کمزور ہو گئے تھے اور یہ ناممکن تھا کہ وہ ایک ہاتھ سے پانی ڈالیں۔ پھر لوٹا رکھ کہ اسی ہاتھ سے غلاظت سے نجات پائیں۔ دوسری اہم بات یہ ہیکہ جتنے بھی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے تھے، انکو اسی مقام پر دفن کیا گیا جہاں وہ انتقال کر گئے تھے۔ شائد یہ بات خود حضرت بھی نہ جانتے ہوں اگر وہ جانتے تھے تو ضرور بضرور اسکی وصیت کر جاتے۔ انکے معتقدین اور مریدوں کا اسمیں کوئی قصور نہیں ہے۔ اگر انمیں سے کوئی ایک جانتا بھی تھا تو مصلحتاً انجان بن گیا۔ اگر حضرت کو لاہور میں دفن کرتے تو لاہوریوں کو بہشتی مقبرہ سے فائدہ حاصل ہوتا تھا۔ جو مرزا صاحب کی نسل کیلئے مستقل آمدنی کا ذریعہ بن گیا۔

قادیانت اور کفر میں چولی دامن کا ساتھ:

مرزا غلام احمد صاحب خود کو حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا بروز قرار دیا تھا لیکن اس پر بس نہیں کیا بلکہ انہوں نے کئی مقامات پر اپنے آپکو خدا کا بروز قرار دیا۔ ۱۵؍ مارچ ۱۹۰۶ء کے الہام میں یہ الہام تھا'' انت منی بمنزلة بروزی ''یعنی تو مجھ سے میرے بروز کے رتبہ میں ہے'' حوالہ (ریویو آف **ریلیجنز** ج ۵ نمبر ۵ ماہ اپریل ۱۹۰۶ء ص ۶۲) و نیز انجام آتھم میں اپنے الہامات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:'' انـت مِنّـی بِـمَـنْزِلَةِ توحِیْدِی و تَفْرِیْدِی ''یعنی تو مجھ سے ایسا ہے جیسا میری توحید اور تفرید (اربعین ۳ ص ۲۷، انجام آتھم ص ۴۸ طبع قادیان ۱۸۹۷ء) کفر کی انتہاء وہ کہتے ہیں کہ'' میں نے اپنے کشف میں دیکھا میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں (کتاب البریہ ص ۷۸ طبع قادیان ۱۹۳۳ء آئینہ کمالات اسلام ۵۶۴ طبع جدید ربوہ)'' مریل ٹٹو اور خدا'' بلی کے خواب میں چھچھڑے ہی چھچھڑے'' اتنے پر بس نہیں کیا مزید لاف زنی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ'' اور دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل

رکھا ہے۔اور عبرانی میں میکائیل کے معنی ''خدا کے مانند'' ہیں یہ گویا اس الہام کے مطابق ہے۔جو براہین احمدیہ میں ہے:'' انت مِنّی بِمَنْزِلَةِ تو حِیْدِی و تَفْرِیْدِی''۔

(اربعین نمبر۳صفحہ۳۰ کا حاشیہ مطبوعہ قادیان ۱۹۰۰ء)

۱۴۰۰ برس پہلے جو آیات خاتم النبین کے نام نازل ہوئیں تھی وہ ساری کی ساری آیات اپنے نام کرنے کا دعویٰ کوئی فاتر العقل ہی کر سکتا ہے اور اس پر یقین کرنا ایسا ہی ہے کہ حقیقت سے بعید بات کو بغیر کسی چوں و چرا قبول کر لینا۔لیکن قادیان صاحبان کی نظریں مبلغ (مال) علیہ السلام پر ہیں مثل اس شعر کے ''بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست'' یہہ ہی فرق مومن اور کافر میں ہے۔مومن دنیا کی تنگدستی پر خوش ہوتا ہے لیکن کافر دنیا میں جنت کے مزے لوٹنے کو ترجیح دیتا ہے۔چنانچہ قرآن کریم کی اکثر آیات کی تحریف کرنے کے بعد نہ تو قادیانی اپنے اس فعل پر نادم تھا نہ اس کے ماننے والے۔بلکہ وہ فخر و تامباہات میں اپنے کذاب کے قصیدہ گاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔کیا ان قادیانی حضرات میں ایک آدمی بھی صاحب فہم، صاحب بصیرت، اور حق شناس نہیں کہ آیا وہ سونچ سکے اللہ تعالیٰ نے نبوت کے جھوٹے کذاب کے پیدا ہونے سے ۱۳۰۰ سال قبل کیوں قرآن کریم میں یہ القابات نبی کریم ﷺ کی شان میں نازل فرمائے۔کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کو اسکا پتہ نہیں تھا کہ غلام احمد ۱۳۰۰ سال پیدا بعد ہوگا۔اگر وہ القابات درحقیقت کذاب کیلئے ہوتے تو ۱۳۰۰ سال بعد اپنا کسی صحیفہ نازل فرما سکتے تھے۔۔۔۔۔؟ قرآن شریف میں نہیں۔۔۔۔ آنحضرت ﷺ کی شان میں نازل ہوئے القابات کو ایک کذاب کی اپنے نام کرنے کی کوشش یہ کھلی ہوئی ڈکیٹی اور سرقہ ہے ملاحظہ فرمائیں:

۱. ومَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالِمِینَ ، حوالہ (اربعین ۳ ص ۳۸، ۷۴)

۲۔ وَمَا ینطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُو اِلَّا وَحْیٌ یُوْحٰی (اربعین ج ا ص ۳۹، ۷۵)

۳۔ دَاعِیاًاِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَا جاً مُّنِیْرًا (حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۵)

۴۔ قُلْ اِن کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یحبِبْکُمُ اللّٰهُ

(اربعین ۳ ص ۲۸ تا ۴۷ حقیقۃ الوحی ۷۹)

۵۔ ان الَّذِیْنَ یُبَا یِعُونَکَ اِنَّما یُبَایِعُوْنَ اللّٰہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

(حقیقۃ الوحی ص۸۰)

۶۔اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحاً مُبِیْناً لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ ما تَقَدَّمَ مِنْ ذَنبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ

(حقیقۃ الوحی ص۹۴)

۷۔ یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الحکیم اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (حقیقۃ الوحی ص۱۰۷)

۸۔ انَّا ارْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلاً شاھِدًا عَلَیْکُمْ.

(ریویوریلیجنز اپریل ۱۹۰۶ء ص۱۶۳)

۹۔ انَّـآ اُعـطَیْنٰکَ الْکَوثَرَ یہ آیت آنحضرت محمد ﷺ کا خاص امتیاز بتلانے کیلئے نازل ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے آپ کوثر عطاء کیا۔لیکن مرزا غلام احمد صاحب کے خداؤں نے اس آیت کو۱۳۰۰ سال سے خاتم النبین کے لئے سنتے سنتے انکے کان پک گئے بالآخر غلام احمد صاحب کی طرح انکے سچے خدانے اس آیت کو غلام احمد کے نام ھبہ کر دیئے۔ چنانچہ مرزا اس آیت کو انکے حق میں قرار دیتے ہوئے ''اِنَّ شا نِـئَکَ ھُوالاَبتَر ''(بیشک آپ ﷺ کا دشمن مقطوع النسل ہے)یعنی بدگواور دشمن سے مراد انکا ایک ''شقی'' خبیث بدطینت ، فاسد القلب ہندوزادہ، بدفطرت مخالف یعنی نومسلم سعد اللہ ہے(ملاحظہ ہوانجام آتھم صفحہ۵۴،۵۵)

۱۰۔آنحضرت ﷺ کے خصوصی اعزاز میں یعنی معراج کو بھی مرزا نے اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھا کہ یہ میرے بارے میں کہا گیا ہے کہ : سُبْـحٰنَ الَّـذِیْٓ اَسْـرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِن الْـمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِد الْاَقْصٰی. ''پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گئی (دیکھئے حقیقت الوحی ص۷۶)

۱۱۔اسی معراج کے ایک واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ : ثُمَّ دَنَا فَتَـدَلّٰـی فَـکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (پھر قریب ہوا تو بہت ہوگیا دو کمانوں یا اس سے بھی قریب)مرزا غلام احمد نے یہ آیت بھی اپنی طرف منسوب کی ہے(حقیقت الوحی ص۷۶)

۱۲۔قرآن کریم نے بیان کیا ہیکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو آنحضرت ﷺ کی

تشریف آوری کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا تھا۔ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّأْتِیْ مِنْ بَعْدِیْ اِسْمُهٗ اَحْمَدُ۔ (اور میں ایک رسول کی خوشخبری دینے آیا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اسکا نام احمد ﷺ ہوگا)۔

مرزا غلام احمد نے انتہائی جسارت اور ڈھٹائی سے دعویٰ کیا کہ اس آیت میں میرے آنے کی پیش گوئی کی گئی ہے اور احمد سے میں یعنی غلام احمد ہوں۔ حوالہ (ازالۃ الاوہام طبع اول ص ۶۷۳ و طبع دوم ص ۱۷۵ مطبوعہ کاشی رام پریس ۱۳۰۸ھ)

چنانچہ مرزائی صاحبان اسی پر ایمان رکھتے ہیں کہ اس آیت میں احمد سے مراد آنحضرت ﷺ کے بجائے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) مرزا غلام احمد ہے۔ قادیانی کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود نے اس بات کو ثابت کرنے کیلئے ۲۷؍ ڈسمبر ۱۹۱۵ء کو ایک مستقل تقریر کیا جو انوار خلافت میں اس کی نظر ثانی کے بعد چھپی ہے۔ اس کے آغاز میں وہ کہتے ہیں: پہلا مسئلہ یہ ہیکہ آیا حضرت مسیح موعود کا نام احمد تھا۔ یا آنحضرت ﷺ کا، اور کیا سورہ صف کی آیت جس میں ایک رسول کی جس کا نام احمد ہوگا بشارت دی گئی ہے، آنحضرت ﷺ کے متعلق ہے یا حضرت مسیح موعود کے متعلق؟ (وہ آیت قطعی مرزا صاحب کیلئے نہیں ہے اسلئے مرزا، مثل مسیح، مسیح موعود، ظلی و بروزی تھے اصلی نہیں تھے اور انکا نام احمد کا غلام یعنی غلام احمد تھا۔ تو پھر کس طرح یہ آیت ان پر چسپاں ہوسکتی تھی پھر انکی حالت اظہر من الشمس تھی انکے اخلاق فاضلہ انکو نبی نہ ماننے والوں کو اولاد بغاء کہتا اور جھوٹ بولنے کی قدرتی مشین تھے جب کہ نبی کریم ﷺ انکے برعکس تھے کسی کو بھی ایک گالی نہیں دیئے اور ان کے دشمن جو انکو قتل کرنا چاہتے تھے اور اُنکو ہر قسم کی تکلیفیں دیتے تھے لیکن وہ انکو نہ صرف صادق اور امین مانتے تھے بلکہ وہ اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھتے تھے، اگر وہ آیت مرزا صاحب کے متعلق ہوتو صراحت کے ساتھ مرزا صاحب کا پورے نام کے ساتھ انکے پیدا ہونیکے وقت پر نازل ہوتی تھی نہ کہ ۱۳۰۰ سال پہلے نازل ہوتی؟ یہ تو وہی بات ہے کہ ''جتنے کالے ہیں وہ سب میاں بشیر الدین محمود کے سالے ہیں'') میرا عقیدہ یہ ہیکہ یہ آیت مسیح موعود کے متعلق ہے اور احمد آپ ہی ہیں، لیکن اسکے خلاف کہا جاتا ہے کہ احمد نام رسول کریم ﷺ کا ہے آپ کے سوا کسی اور شخص کو احمد کہنا آپ ﷺ کی ہتک ہے، لیکن جہاں تک غور کرتا ہوں میرا یقین بڑھتا جاتا ہے، اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کا جو لفظ

قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یعنی (مرزا غلام احمد) کے متعلق ہے (انوار خلافت ص ۱۸ مطبوعہ امرتسر ۱۹۱۶ء) یہ شرمناک، اشتعال انگیز، جگر سوز اور ناپاک جسارت اس حد تک بڑھی کہ ایک قادیانی مبلغ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ نے اسمہ احمد کے عنوان سے ۱۹۳۴ء کے جلسہ سالانہ میں ایک مفصل تقریر کی جو الگ شائع ہو چکی ہے۔ اس میں اُس نے صرف یہ ہی دعویٰ نہیں کیا کہ ''مذکورہ آیت میں احمد سے مراد آنحضرت ﷺ کے بجائے مرزا غلام احمد ہے'' بلکہ یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی کہ سورہ صف میں صحابہ کرام کو فتح و نُصرت کی جتنی بشارتیں دی گئی وہ صحابہ کرام کیلئے نہیں قادیانی جماعت کے لئے تھیں۔ چنانچہ اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے وہ کہتا ہے: پس یہ اخری کتنی بے بہا نعمت ہے جس کی صحابہ تمنا کرتے رہے مگر وہ اسے حاصل نہ کر سکے آپ کو مل رہی ہے۔ (اسمہ احمد ص ۴۷ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۴ء) غور فرمائے کہ سرکار دو عالم ﷺ اور آپ کے اصحاب کرامؓ کی یہ توہین اور قرآن کریم کی آیات کے ساتھ یہ گھناونا مذاق مسلمانوں جیسا نام رکھنے کے بغیر ممکن تھا۔

مرزا کی وحی قرآن کے برابر: مرزائیوں کی جسارت یہیں پر ختم نہیں ہوئی بلکہ اپنے پر نکال رہی ہے۔ مرزا غلام احمد نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ اس پر نازل ہونے والی بکواس وحی (جس میں انتہا درجہ کے کفریات اور بازاری باتیں موجود ہیں) ٹھیک قرآن شریف کے برابر ہیں، چنانچہ اپنے ایک فارسی قصیدے میں وہ کہتا ہیکہ۔

آنچہ من بشنوم زوحی خدا — بخدا پاک دانمش زخطا

ہمچو قرآن منزہ اش دانم — ازخطاہا ہمیں ست ایمانم

(نزول المسیح ص ۹۹ طبع اول قادیان ۱۹۰۹ء)

یعنی خدا کی جو وحی میں سنتا ہوں خدا کی قسم میں اسے ہر غلطی پاک سمجھتا ہوں قرآن کی طرح اسے تمام غلطیوں سے پاک یقین کرتا ہوں یہ ہی میرا ایمان ہے۔ غلط یہ شخص جھوٹ کہہ رہا ہے اگر یہ قرآن کو غلطیوں سے پاک سمجھتا تو اکثر معنی نہ بدلتا تھا۔

مرزا غلام احمد نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ قرآن کی طرح میری وحی بھی حد اعجاز کو پہنچی ہوئی ہے اور اسکی تائید میں انہوں نے ایک پورا قصیدہ اعجاز تصنیف کیا ہے جو انکی کتاب ''اعجاز احمدی'' میں شائع ہو گیا ہے۔

انبیاءعلیہم السلام کی توہین:

اس کے علاوہ پوری امت مسلمہ انبیاءعلیہم السلام پر ایمان لانے اور ان کی تعلیم وتقدیس کو جزو ایمان سمجھتی ہے سرکارِ دوعالم محمد مصطفیٰ ﷺ بغیر کسی ادنیٰ شبہ کے تمام انبیاء سے افضل تھے لیکن کبھی آپ نے کسی دوسرے نبی کے بارے میں کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں فرمایا جو اُنکے شایانِ شان نہ ہو لیکن غلام قادیانی انسانی پستیوں کے تحت الثریٰ میں کھڑے ہوکر بھی انبیاءعلیہم السلام کی شان میں جو گستاخیاں کرتے رہے ملاحظہ فرمائے۔

ا)۔یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اسکا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰؑ شراب پیا کرتے تھے شاید بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے

(کشتی نوح حاشیہ صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ ربوہ ۱۹۵۷ء)

۲)۔ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے اور بعض وقت سوسو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آتا ہے۔ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کیلئے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں۔۔۔میں نے جواب دیا کہ اگر ذیابیطس کیلئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔(نسیم دعوت صفحہ ۶۹ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۶ء)

۳)۔مرزا غلام احمد ایک نظم میں کہتے ہیں:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

اگر یہ شعر ایسا ہوتا تو بامعنی ہوتا:

ابن ملجم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بدتر غلام احمد ہے، (بہ شکریہ مولانا ارشد قاسمی صاحب)

اور اسکے بعد لکھتے ہیں کہ یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید

مسیح ابن مریم سے بڑھ کر مرے ساتھ نہ ہوتو میں جھوٹا ہوں (دافع البلاء میں ۱۰۷۰ طبع سوم قادیان ۱۹۴۶ء)''ہم تو جناب کو ابتداء سے انتہاء تک جھوٹا سمجھتے ہیں''

۴)۔ازالہ اوہام میں مرزا صاحب نے اپنی ایک آبائی زبان (فارسی) نظم لکھی ہے اسمیں وہ کہتے ہیں۔

اینک منم کوحسب بشارات آمدم عیسی کجاست تا بہ نہد پا بہ ممبرم۔

(ازالہ اوہام طبع اول ص ۱۰۸ دوم ۹۰۶ طبع کاشی رام پریس لاہور ۱۳۰۸ء (اس کی باتیں بچوں کو زیب دیتی ہیں۔ساری دنیاں کو پتہ ہیکہ عیسیٰؑ کو اللہ نے آسمان پر اٹھالیا تھا چنانچہ اسکا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے بقول مرزا کے انکے الہام قرآن کی طرح قابل احترام ہیں انکے اس بیان سے یہ معلوم ہوا کہ وہ قرآن کی تکریم کرتے ہیں اب رہا سوال ممبر کا وممبر قوم کے امام و نبی کا ہوتا ہے جس کے پیچھے اسکے مقتدی ہمیشہ نماز پڑھتے رہے ہوں اور جو خود کو نبی اور امام کہنے والا اپنے ماننے والے مقتدیوں کو ایک وقت کی نماز نہیں پڑھا سکتا تو پھر اُس کے پاس ممبر کہاں رہا جس پر حضرت مسیح جو آسمان پر ہیں اگر اللہ تعالٰی کی قدرت سے آ بھی جائیں بیکار ہے۔

۵)۔خدا نے اس امت سے مسیح موعود۔۔۔۔بھیجا، حواس،،، پہلے مسیح سے تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا ہے (غلام احمد تو اس کے باپ کا رکھا ہوا ہے اور اسکا خدا اس نام کی تائید کرتا ہے تو وہ احمد ہو ہی نہیں سکتا۔) دافع البلاء ص ۱۳ قادیان ۱۹۴۶ء۔''

۶)۔مجھے قسم ہے اس ذات کی (یعنی غلام احمد صاحب کے خدا کی) جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (یعنی اللہ تعالٰی کی) کہ اگر مسیح ابن مریم زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں وہ ہرگز دکھا نہ سکتا۔'' (حقیقت الوحی صفحہ ۱۴۸ طبع قادیان ۱۹۰۷ء) اس بات سے ہم صد فی صد اتفاق کرتے ہیں۔اگر حضرت مسیحؑ مسٹر غلام احمد کے زمانے میں ہوتے ہوتو وہ انگریزوں کی حکومت کی غلامی ہرگز نہ کرتے نہ ہی اُن سے بھیک مانگتے بلکہ وہ انکو اسلام کی دعوت دیتے تھے اگر اسلام قبول نہیں کرتے تو انکوانکے ساتھ تمام

یہودیوں اور کافروں و سارے قادیانیوں کو قتل کرتے اور دنیا میں صرف مذہب اسلام ہی واحد مذہب رہ جاتا۔ وہ دجال کو قتل کرتے تھے۔ اب جناب غلام احمد صاحب کے کارنامے'' کارہائے نمایاں پر ایک نظر ڈالیں'' مسٹر غلام احمد صاحب انگریزوں اور انکی حکومت کو آقاء کے درجہ سے بڑھا کر اپنے خدا کا درجہ دیئے ہوئے تھے لہٰذا وہ اپنے آقاؤں کی حکومت کو مضبوط کرنے اور بچانے کیلئے جہاد جیسے مقدس فریضہ کو ختم کردیئے۔'' وہ اپنی زندگی کی حفاظت کی ذمہ دار خالق حقیقی کی نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ

اپنے آقاؤں کو انکی زندگی بچانے والے سمجھتے وہ کہتے تھے کہ اگر انگریز ہندوستان چھوڑ کر چلے گئے تو انکا جینا محال ہو جائیگا۔ مرزا غلام احمد صاحب کافروں کی تعداد میں اضافہ کرنے کے موجب ہوئے اور حضرت عیسیٰ جھوٹ نہیں کہے لیکن جناب غلام احمد جھوٹ کے دریا میں ڈوبے ہوئے تھے۔

۷)۔ مسیح کی راست بازی اپنے زمانے کی راست بازوں سے بڑھ کر تابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت اپنی کمائی کے مال سے اسکے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں یا اپنے سر کے بالوں سے اسکے بدن کو چھوا تھا۔ کوئی بے تعلق اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حضور (یا عفت) رکھا تھا مگر مسیح کا یہ نام رکھا کیونکہ ایسے قصے اسکے نام رکھنے سے مانع تھے (مقدمہ دافع البلاء) جوان عورت اسکی خدمت کرتی تھی!(ناانصافی ہوگی اگر یہاں خود مرزا کی راست باز'' سیرت کے دو ایک واقعے ذکر نہ کیئے جائیں مرزا کے مرید خاص مفتی محمد صادق صاحب مرزا کے غضِ نظر یعنی نظر نیچی نگاہیں رکھنے کے بیان میں لکھتے ہیں کہ مسیح موعود کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرے میں حضرت بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے وہاں ایک کونے میں کھرا جس پر پانی کے گھڑے رکھے تھے وہاں اپنے کپڑے اتار کر ننگی نہانے لگی۔ حضرت صاحب اپنے کام میں مصروف رہے اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے (ذکر حبیب مولفہ مفتی محمد صادق ص ۳۸ قادیان ۱۹۳۶ء) و نیز عائشہ نامی عورت

نوجوان مرزا صاحب کے پاؤں دبایا کرتی تھی اُس کے شوہر غلام محمد لکھتے ہیں کہ حضور کو مرحومہ کی خدمت پاؤں دبانے کی بہت پسند تھی (افضل ۲۰ مارچ ۱۹۳۸ء)

اسکے علاوہ جو اجنبی عورتیں مرزا صاحب کے گھر میں رہتی تھیں اوران کی مختلف خدمات پر مامور تھیں انکی تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو سیرت مہدی از مرزا بشیر احمد ایم۔اے (ص ۲۱ ج ۳، ۳۱۲، ج ۳، ۸۸ ج ۳، ۱۲۲ ج ۳، ۳۵ ج ۳، ۳ ج ۳، ۶۵۹ ج ۱)۔ جب کہ عوام کیلئے فتویٰ یہ تھا کہ بوڑھی عورت سے مصافحہ کرنا جائز نہیں۔ (ایضاً ص ۶۷۶ مطبوعہ ۱۹۶۷ء) مفتی محمد صادق صاحب لکھتے ہیں: ایک شب دس بجے کے قریب میں ٹھیٹر میں چلا گیا جو مکان کے قریب ہی تھا حضرت صاحب نے فرمایا ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے تا کہ معلوم ہو کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔ (ذکر حبیب ص ۱۸)

۸)۔ نیز تمام انبیاء علیہم السلام پر اپنی فضیلت ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہزار ہا میری ایسی کھلی کھلی پیشگوئیاں ہیں جو نہایت صفائی کے ساتھ پوری ہو گئیں جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں، ان کی نظیر اگر گزشتہ نبیوں میں تلاش کی جائے تو بجز آنحضرت ﷺ کے کسی اور جگہ ان کی مثال نہیں ملے گی۔ (کشتی نوح طبع ربوہ ۱۹۵۷ء)

آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی: پھر تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت ظاہر کر کے انہیں تسلی نہیں ہوئی بلکہ مرزا غلام احمد کی گستاخیوں نے سرکار دو عالم رحمتہ العالمین محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن پر بھی دست درازی کی کوشش کی ہے لکھا ہے کہ: خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد ﷺ کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں ہے۔ یعنی اب جلالی رنگ کوئی خدمت باقی نہیں۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔ حوالہ (اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۷ مطبوعہ ۱۹۰۰ء) اور خطبہ الہامیہ کی وہ عبارت پیچھے گزر چکی ہے جس میں اس نے اپنے آپ کو سرکار دو عالم ﷺ کا بروز ثانی قرار دیکر کہا کہ یہ نیا ظہور پہلے سے اشد اقویٰ اور اکمل ہے (دیکھئے خطبہ الہامیہ ص ۲۷۲) نیز اپنے قصیدہ اعجازیہ میں (جسے قرآن کی طرح معجزہ قرار دیا ہے) یہ شعر کہا ہے کہ:

''لہ خسف القمر وان لی غسا القمران المشر قان اتنکر''

یعنی آنحضرت ﷺ کیلئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور مرے لئے چاند اور سورج دونوں کا کیا اب تو انکار کریگا؟ (اعجاز احمدی ص ۷۱ مطبوعہ قادیان ۱۹۰۲ء) (ہمارے پیارے نبی ﷺ کا معجزہ شق القمر ہے نہ کہ جناب غلام احمد کذاب کے کہنے کے مطابق خسف القمر ہے) اور اس پر بس نہ کرتے ہوئے جناب کذاب یہ کہتے ہیں کہ انکا معجزہ خسف شمس والقمر ہے۔ چھوٹی جماعتوں کے طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ خسف القمر اور کسوف الشمس گردش سیاروں کا نتیجہ ہیں جو ابد سے قیامت تک جاری رہیں گے۔ کسوف اور خسوف کی نمازیں نبی کریم ﷺ نہ صرف خود پڑھتے بلکہ اپنے امتیوں کو اُنکی نمازیں پڑھنے کی تاکید فرماتے تے۔ جبکہ غلام احمد قادیان صاحب تیرھویں صدی کی پیداوار ہیں۔ اور قادیان کی مٹی انکے جسد میں داخل ہے۔)

صحابہ کی توہین:

جو شخص اس دیدہ دلیری کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کی توہین کرسکتا ہے وہ صحابہ کرامؓ کو کیا خاطر میں لاسکتا ہے!! صحابہ کرام کے متعلق بچکانی ذہن کے مالک جناب غلام احمد صاحب کے دعوے۔

۱)۔ میں وہی مہدی ہوں جسکی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکرؓ کیا وہ بعض ابنیاء سے بہتر ہے (اشتہار الاخیاص ۱۱)

۲۔ پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ اب نئی خلافت لو ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اسکو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو

اہل بیت کی توہین:

ا۔ جناب غلام احمد صاحب کے دماغ میں جتنی غلاظت بھری ہوئی تھی اسکا اخراج بنت الرسول ﷺ کے متعلق کشف کے ذریعہ سے اخراج کررہے ہیں: ''حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور کہا کہ میں اس میں ہوں حوالہ (ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ ص ۱۱)

۲۔ میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ تھا۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔
حوالہ (اعجاز احمد ص ۸۱)

۳۔تم نے خدا کے جلال اور مجد کو پھیلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسین کیا تو انکار کرتا ہے؟ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔ (ایضاً صفحہ۸۲)

۴۔ کربلاست سیر ہم آنم صد حسین است در گر پیانم

(نزول مسیح ص۹۹)

۵۔آنحضرت ﷺ کی توہین کے بعد اپنی اولاد کو ''پنج تن'' کے لقب سے مقدس قرار دیتے ہوئے کہا:

میری اولاد سب تیری عطاء ہے ہر ایک تیری بشارت سے ہوا ہے

یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہیں یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے

(درثمین اردو ﷺ ۴۵)

اگر برلاس کی زرخیز میں میں ہاشمی بیج بوئے جائیں تو یقیناً جو نسل برآمد ہوگی اسکو ہاشمی نسل یعنی سید کہا جاسکتا ہے بغیر بیج بوئے نسل سید بنانا پھر پنج تن کہنا عقل کا دیوالیہ ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

شعائر اسلامی کی توہین:

(چاند پر تھوکنے سے تھوک تھوکنے والے کے منہ پر گر جاتا ہے)۔مرزا بشیر الدین لکھتے ہیں کہ اس زمانے میں غلام احمد صاحب کا خدا نے قادیان کو تمام دنیا کی بستیوں کی ام قرار دیا ہے۔

اسلئے اب وہی بستی روحانی زندگی پائے گئے جو اسکی چھاتیوں سے دودھ پیئے گی (حقیقۃ الرویاص ۴۵) آگے کہتے ہیں حضرت مسیح موعود نے اسکے متعلق بڑا زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائیگا۔تو ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔آخر ماؤں کا دودھ سوکھ جاتا ہے کیا مکہ مدینہ کا دودھ سوکھ گیا کہ نہیں (حقیقۃ الرویاص ۴۵ مطبوعہ قادیان ۱۳۳۶ھ) اندھے قادیانیوں کو زم زم کا چشمہ نظر نہیں آتا ۳۔غلام احمد قادیانی کہتے ہیں۔

زمین قادیان اب محترم ہجوم خلق سے ارض حرم ہے۔

حوالہ (درثمین ص۵۲)

اسلام اور مسلمانوں کی مکرم ترین شخصیات انبیاء علیہم السلام صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کی شان میں ایسی کھلم کھلا گستاخیوں کے بعد مرزا غلام احمد جیسے شخص کو نبی رسول ۔۔۔۔۔ اللہ کا بروز اور خاتم الانبیاء اور محمد مصطفیٰ ﷺ جیسے خطابات دیئے گئے، اس کے مریدوں کو صحابہ کرام کہا گیا اور مرزا غلام احمد کی بیوی کو ام المومنین قرار دیا گیا مرزا کے جانشین کو خلفاء اور صدیقین کے لقب عطاء ہوئے قادیان ''ارض حرم اور ام القریٰ'' کہلایا اور اپنے سالانہ جلسہ کو ''حج'' کہا گیا۔

اسکے باوجود یہ اصرار ہیکہ مسلمان ہیں تو بس یہی اور اسلام ہے تو صرف قادیانیوں کے مذہب ہیں۔

تفو بر تو اے چرخِ گردں تفو

مرزا صاحب کے چند الہامات:

زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ (نزول المسیح ص ۵۴ مصنف مرزا صاحب) حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''وما اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ لِیُبَیِّنَ لَھُمْ'' ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اپنی ہی قوم کی زبان میں تا کہ کھول کر بتا دے۔

اس طرح خود مرزا صاحب نے بھی چشمہ معرفت ص ۲۰۹ میں تحریر کیا کہ جو بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام کسی اور زبان میں جس کو سمجھ بھی نہیں سکتا اسمیں تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہو۔'' اَیلِی اَیلِی لِمَاسبقتِنِی اَیلِیْ آوس''

ترجمہ: اے میرے خدا اے میرے خدا مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ آخری فقرہ اسی الہام کا یعنی ایلی آوس بباعث سرعت ورود مشتبہ رہا۔ اور نہ اس کے کچھ معنی کھلے (البشریٰ جلد ا ص ۳۶ مجموعۃ الہامات مرزا صاحب)

۲۔ خدا تعالیٰ نے اس الہام میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا اور پھر اس پر دو برس گزر گئے۔ مریم کی طرح

عیسی کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ دردزہ مجھے تنہ کھجور کی طرف لے گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا بس اس طور سے میں ابن مریم ٹھیرا (کشتی نوح ۴۶، ۴۷)''اسی طرح اس ابن مریم مرزا غلام احمد کی دادیاں فاحشہ تھیں جسکا ذکر خود غلام احمد نے کیا تھا''

۳۔ یریدون ایروا طمثک: یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی یا ناپاکی کی اطلاع پائے۔ مگر خدائے تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھائے گا، جو متواتر ہونگے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ بچہ ہوگیا ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴۳)

۴۔ رَبَّنا عَاجَ (ہمارا رب عاجی ہے)''عاج کے معنی اب تک نہیں کھلے''۔

(براہین احمد یہ پر چہار جلد اول ص ۵۵۶)

۵۔ ایک دفعہ ۵/ مارچ ۱۹۰۵ء کے مہینہ میں بوقت آمدنی لنگر خانہ کے مصارف میں بہت دقت ہوئی کیونکہ کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی اور اسکے مقابل روپیہ کی آمدنی کم اسلئے دعا کیگئی ۵/ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اُس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا نام کچھ نہیں میں نے کہا کہ آخر کچھ تو نام ہوگا اسنے کہا میرا نام ٹیچی ٹیچی ہے (حقیقہ الوحی ص ۳۳۲)'' مرزا جی کے فرشتہ نے پہلے جھوٹ بولا (فرشتہ کو چھوڑے، مرزا صاحب کا خدا بھی خود جھوٹا تھا) اور جس نبی کا فرشتہ اور خدا جھوٹا ہو تو اسکا لازمی نتیجہ کذاب نبی کی شکل میں برآمد ہوگا؟''

۶۔ ۲۴/ فروری ۱۹۰۵ء حالت کشف میں جب مرزا کی طبیعت ناساز تھی ایک شیشی دکھائی گئی جس پر لکھا ہوا تھا خاکسار پیرمنٹ (مکاشفات مرزا ص ۳۸ تذکرہ ص ۵۲۵ ط ۲) بچکانی ذہنیت کے مالک کو انکا خاکسار پیرمنٹ کا لالچ دیا۔

۷۔ مرزا صاحب کے ایک خاص مرید قاضی یار محمد صاحب بی۔ او۔ ایل پلیڈر اپنے مرتبہ ٹریکٹ نمبر ۳۴ موسوم اسلامی قربانی صفحہ ۱۲ میں تحریر کرتے ہیں'' جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہیکہ کشف کی حالت آپ پر اسطرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے

رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا'' سمجھنے والے کیلئے اشارہ کافی ہے۔''

۸۔ پھر اسکے خدا نے فرمایا: شعنا ،نعسا دونوں فقرے شائد عبرانی ہیں اور ان کے معنی ابھی تک اس عاجز پر نہیں کھلے پھر بعد اسکے دوفقرے انگریزی میں جنکے الفاظ کی صحت بباعث سرعت الہام معلوم نہیں ہوئے اور وہ یہ ہیں۔آئی لو یوشل گو یو لارج پارٹی اوف اسلام (براہین احمدیہ طبع دوم صفحہ ۵۱۶)

۹۔ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی میں اول یہ الہام ہوا، آئی لو یو آئی وِد یو۔ آئی شیل ہیلپ یو۔ آئی کین وہٹ ول ڈو۔ پھر بعد اس کے بہت زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا، وی کین وٹ وی ول ڈو، اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا کہ ایک انگریز جو سر پر کھڑا بول رہا ہے باوجود پر دہشت ہونے کے پھر اس میں ایک لذت تھی جس سے روح کو معنی معلوم کرنے سے پہلے ہی ایک تسلی اور تشفی ملتی تھی۔اور یہ انگریزی زبان میں الہام اکثر ہوتا رہتا ہے۔

(تذکرہ مجموعہ الہامات مزا طبع دوم ص ۲۴، ۲۵)

۱۰۔کشفی طور پر ایک مرتبہ ایک شخص دکھایا گیا اور مجھے مخاطب کر کے بولا ہے رودر گوپال تیری استت گیتا میں لکھی ہے۔ (تذکرہ مجموعہ الہامات مرزا ص ۳۹۰، ط۲)

۱۱۔ مجھے منجملہ اورالہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا'' ہے کرشن رودر گوپال تری مہما گیتا میں لکھی ہے''۔ (تذکرہ ص ۳۹۱ ط۲)

۱۲۔ جب کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانے میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے'' آریوں کا بادشاہ''۔(تذکرہ ص ۳۹۱ ط۲۱)

۱۳۔مرزا صاحب کا ایک نام خدا تعالیٰ نے بقول مرزا بشیر الدین حسب ذیل رکھا ہے دیکھو الفضل ۱۵ر اپریل ۱۹۴۷ء'' امین الملک جے سنگھ بہادر۔ (تزکرہ الہامات مرزا ص ۶۶۶ ط۲)

مرزا صاحب کی پیشگوئیاں:

مرزا صاحب قادیانی تحریر کرتے ہیں: بدخیال لوگوں کو واضح رہے کہ ہمارا صدق اب کذب جانچنے کیلئے ہماری پیشگوئی سے بڑھکر اور کوئی محک نہیں ہوسکتا۔(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸ طبع لاہور)

مرزا صاحب کی دوعدد ایسی پیشگوئیاں بطور نمونہ لکھی جارہی ہیں جنکو پورا کرنے کیلئے اپنی پورا ایڑی چوٹی کا زور لگادیا حیلے کئے بہانے کئے، ڈرائے دھمکائے، ٹوٹکے کئے، یہاں تک کہ رشوت دینے کی کوشش کئے مگر وہ پوری نہ ہوسکیں۔ حالانکہ انکے خداؤں نے انکو سب نبیوں سے افضل بتایا اور اس پر انتہاء یہ کہ انکے خدا نے انکو ہندو دھرم کے رودر گوپال اور کرشن آریوں کا بادشاہ حتی کہ سکھوں کا امین الملک جئے سنگھ بہادر بتایا اور دنیا کے سارے برگزیدہ انبیاء سے افضل اور اوتاروں سے افضل ہونیکے بعد بھی اپنی ۲ عدد پیشگوئیاں پوری نہ کر سکے۔

محمدی بیگم سے نکاح:

مرزا صاحب کی چچازاد بہن کی ایک لڑکی تھی جس کا نام محمدی بیگم تھا والد اس لڑکی کا اپنے کسی ضروری کام کے لئے مرزا صاحب کے پاس آیا پہلے تو مرزا صاحب نے شخص مذکور کو حیلوں بہانوں سے ٹالنے کی کوشش کی مگر وہ کسی طرح بھی نہیں ٹلا اور اسکا اصرار بڑھا تو مرزا صاحب نے الہام الٰہی کا نام لیکر ایک عدد پیشگوئی کردی کہ خدا تعالٰی کی طرف سے مجھ کو الہام ہوا ہے کہ تمہارا کام اس شرط پر ہوسکتا ہیکہ اپنی بڑی لڑکی کا نکاح مجھ سے کردو۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۳۰ طبع لاہور) وہ شخص غیرت کا پتلہ تھا۔ یہ بات سن کر واپس چلا گیا۔ مرزا صاحب بعد ازاں ہر چند کوشش کی نرمی، سختی دھمکیاں، لالچ، غرض ہر طریقہ کو استعمال کیا مگر وہ شخص کسی طرح رام نہ ہوسکا۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ مرزا صاحب نے چیالنج کر دیا۔ میں اس پیشنوئی کو اپنے صدق و کذب کے لئے معیار قرار دیتا ہوں اور یہ خدا سے خبر پانے کے بعد کہہ رہا ہوں (ملاحظہ ہو انجام آتھم ص ۲۲۳ طبع لاہور) اور فرمایا کہ: ہر روک دور کرنے کے بعد اس لڑکی کو خدا تعالٰی اس عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۱) آخر کار مرزا کی ہزار کوششوں کے باوجود محمدی بیگم کا نکاح ان سے نہ ہوسکا اور سلطان محمد نامی ایک صاحب سے اسکی شادی ہوگئی اس موقع پر مرزا صاحب نے پھر پیشنگوئی کی کہ: نفس پیشگوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کی نکاح میں آنا تقدیم مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ آگے اپنا الہام ان الفاظ میں بیان کیا۔ میں اس عورت اس نکاح کے بعد واپس لاؤں گا اور تجھے دوں گا۔ اور میری تقدیر نہیں بدلے گی۔ (مجموعہ اشتہارات ص ۴۳ جلد ۲ طبع ربوہ ۱۹۷۶ء) اور ایک موقعہ پر یہ دعا کی کہ: اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیشگوئی تیری

طرف سے ہے تو اُنکو ایسے طور سے ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو۔ اور اگر اے خداوند! یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر (مجموعہ اشتہارات ص ۱۱۲ ج ۲ طبع ربوہ ۱۹۷۲ء) لیکن محمدی بیگم بدستور اپنے شوہر کے گھر رہی اور مرزا صاحب نکاح میں نہ آنا تھا نہ آئی اور مرزا صاحب ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو ہیضہ میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گئے۔ مرزا صاحب نے یہاں تک کہا تھا کہ اگر محمدی بیگم کی شادی کسی دوسری جگہ کر دی جائے تو اسکا شوہر ۲ دو سال کے اندر ہلاک ہو جائیگا اور اسکا باپ تین سال کے اندر ہلاک ہوگا۔ اور اُن کے گھر میں تنگ دستی اور افلاس اور مصیبتوں کا دور دورہ ہوگا۔

آتھم کی موت کی پیشنگوئی:

مرزا صاحب عبداللہ آتھم پادری سے امرتسر میں پندرہ دن تحریری مناظرہ کیا جب مباحثہ بے نتیجہ رہا تو مرزا صاحب ۵ رجون ۱۸۹۳ء کو ایک عدد پیش گوئی صادر فرمادی جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے: مباحثہ کے ہر دن کے لحاظ سے ایک ماہ مراد ہوگا یعنی پندرہ ماہ میں فریق مخالف ہاویہ میں سزا کے اٹھانے کیلئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ روسیا کیا جاوے میرے گلے میں رسّی دالدی جائے مجھ کو پھانسی دیا جاوے، ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں (جنگ مقدس ص ۱۸۳، ۱۸۴ء رودا دمباحثہ طبع لاہور) چنانچہ مرز اصاحب کی پیشگوئی کے مطابق عبداللہ آتھم کی موت کا آخری دن ستمبر ۱۸۹۴ء بنتا تھا۔ اس دن کی کیفیت مرزا صاحب کے فرزند مرزا محمد احمد قادیانی کی زبانی ملاحظہ ہو: ''قادیان میں ماتم'': آتھم کے متعلق پیشنگوئی کے وقت کی جو حالت تھی وہ ہم سے مخفی نہیں میں اسوقت چھوٹا بچہ تھا اور میری عمر کوئی پانچ یا ساڑھے پانچ سال کی تھی مگر مجھے وہ نظارہ خوب یاد ہے کہ جب آتھم کی پیشگوئی کا آخری دن آیا و کتنے کرب واضطراب سے دعائیں کی گئی۔ میں نے تو محرم کا ماتم بھی اتنا سخت نہیں دیکھا حضرت مسیح موعودؑ ایک طرف دعا میں مشغول تھے۔ اور دوسری طرف بعض نوجوان (جن کی اس حرکت پر بعد میں برا بھی منایا گیا) جہاں حضرت خلیفہ اول مطلب کیا کرتے تھے اور مولوی قطب الدین صاحب بیٹھتے ہیں۔ وہاں اکھٹے ہو گئے اور جس طرح عورتیں بین ڈالتی ہیں اس طرح انہوں نے بین ڈالنے شروع کر دیئے، انکی چیخیں سو سو گز تک سنی جاتی تھیں اور ان میں سے ہر ایک کی زبان پر یہ دعا تھی کہ یا اللہ آتھم مر جائے مگر اس کہرام اور آہ وزاری کے نتیجہ

میں آتھم تو نہ مرا۔(خطبہ مرزا محمد احمد مندرجہ الفضل قادیان ۲۰ جولائی ۱۹۴۰ء)اس قادیانی اضطراب پر مزید روشنی مرزا کے منجھلے صاحبزادے، بشیر احمد، ایم اے کی روائت سے پڑتی ہے کہ ابا جان نے آتھم کی موت کیلئے کیا کیا تدبیریں اختیار کیں اور کون کون سے ٹوٹکے استعمال کئے چنانچہ تحریر کرتے ہیں۔

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح موعود نے مجھ سے اور میاں حامد علی سے فرمایا کہ اتنے چنے (تعداد مجھے یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے بتائے تھے) لے لو اور ان پر فلاں سورت کا وظیفہ پڑھو (مجھے وظیفہ کی تعداد بھی یاد نہیں رہی) میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورت تو یاد نہیں رہی مگر اتنا یاد ہیکہ وہ کوئی چھوٹی سی سورۃ تھی جیسے الم ترَ کَیفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصحَابِ الفِیل الخ اور ہم نے یہ وظیفہ قریب ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا۔ وظیفہ ختم کرنے پر ہم وہ دانے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کے پاس لے گئے۔ کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا وظیفہ ختم ہونے پر یہ دانے میرے پاس لے آنا۔ اس کے بعد حضرت صاحب ہم دونوں کو قادیان سے باہر غالباً شمال کی طرف لے گئے۔ اور فرمایا کہ جب میں دانے کنویں میں پھینک دوں تو ہم سب کو سرعت کے ساتھ منہ پھیر کر واپس لوٹ آنا چاہئیے اور مڑ کر نہیں دیکھنا چاہئیے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے ایک غیر آباد کنویں میں پھینک دیا اور جلدی سے منہ پھیر کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھا (سیرت المہدی جلد اول طبع دوم ص ۱۷۸) مگر دشمن ایسا سخت نکلا کہ بجائے ۵ ستمبر کا سورج بھی غروب ہو گیا مگر وہ نہ مرا یہ پیشگوئی بھی جھوٹی نکلی۔

علماء کو گالیاں:

جناب غلام احمد صاحب دعویٰ تو مہدیت، مسیحیت اور نبوت کے کرتے تھے لیکن علماء کرام کو بازاری ننگی گالیاں دینا اُنکی نظروں میں ایسا ہی تھا جیسے وہ ادبی و ثقافتی الفاظ کے پھول برسا رہے ہوں۔۔۔۔ اسمیں جناب۔۔۔۔ کا کوئی قصور نہں تھا اگر قصور تھا تو اسی مٹی کا تھا جس میں حضرت کی نشوونما ہوئی تھی ''یعنی قادیان دمشق کے مماثل ہے'' ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ اب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ

خصلت کو چھوڑو گے، ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمان کا پیالہ پیا، وہی عوام کا الانعام کو بھی پلایا۔ الہام (انجام آتھم ص ۲۱)

۲۔ بعض جاہل سجادہ نشین اور فقری اور مولویت کے شتر مرغ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۸)

۳۔ مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے؟ ہرگز نہیں کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں (ضمیمہ آتھم (انجام) ص ۲۵)

۴۔ ہمارے دعوے پر آسمان نے گواہی دی مگر اس زمانے کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں، خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کے تمام گروہ، علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ (یعنی ان پر ہزار بار لعنت کے جوتے پڑیں) ''ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۰''

۵۔ اے بددیانت، خبیث، نابکار (ایضاً ضمیمہ انجام آتھم)

۶۔ اس جگہ فرعون سے مراد شیخ محمد حسین بٹالوی اور ہامان سے مراد سعد اللہ ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھام ۵۹)

۷۔ نہ معلوم یہ جاہل اور وحشی فرقہ اب تک شرم وحیا سے کام نہیں لیتا۔ مخالف مولویوں کا منہ کالا کیا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ۵۸) مرزا صاحب کی کتابوں کے عنوانات مخالفتوں کے انجام سے بھرے ہوتے ہیں۔ لیکن مخالفوں کا انجام بہتر رہا لیکن خود مرزا کا انجام برا ہوا؟

مسلمانوں کو گالیاں دینا:

۸۔ تلک کتُبُ ینظر الیها کل مسلم بعین المحبة و المودة و ینتفع معارفها و یقبلنی و یصدق دعوتی الا ذرة البغایا الذین ختم الله علی قلو بهم فهم لا یقبلون

ائینہ کمالات (کمالات ائینہ میں ہیں مرزا صاحب میں نہیں) ص ۵۴۷۔۵۴۸)

ترجمہ: میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے۔ مگر رنڈیوں (زناکاروں) کی اولاد جنکے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے (یہ کلام کسی سڑک چھاپ مداری کو تو زیب دیتا ہے، لیکن ایک جماعت کے مرشد اور

قائد سے ایسے کلام کو سن کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس بیچارے کے پاس نہ اخلاق نام کی کوئی چیز ہے نہ ہی وہ تہذیب وتمدن سے آشنا ہے۔ جس جماعت کے مرشد کا یہ انداز کلام ہے اسکے متبعین کا کیا حال ہوگا!!

۹۔ انَّ الْعِدیٰ صارو خنا زیر الغلا..... و نسائھم من دونھن اِلاَّ کلب

(نجم الہدیٰ ص ۱۰، مصنفہ مرزا غلام احمد)

ترجمہ: میرے دشمن جنگلوں کے سور ہو گئے اور انکی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔

۱۰۔ جو شخص اپنی شرارت سے بار بار کہے گا (پادری آتھم زندہ رہنے سے مرزا کی پیش گوئی غلط ہوئی اور عیسائیوں کی فتح ہوئی) اور کچھ حیا کا کام نہیں لائے گا اور ہماری کا فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائیگا کہ اس کو والد حرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔

(انوار السلام ص ۳۰ مصنفہ مرزا غلام احمد)

جناب مرزا صاحب قابل رحم ہیں۔۔۔۔اس لئے، جب ہم اس قسم کے فحش کلام کو سنتے ہیں، جو کہ ان کی نامکمل شخصیت کا غماز ہوتا ہے تو صرف کف افسوس ملنے کے علاوہ صرف اتنا کر سکتے ہیں کہ انکے ماننے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ سے جو رب العالمین ہے ہدایت دینے کی درخواست کریں؟

خطبہ الہامیہ (۱):

مرزا غلام احمد صاحب اپنے خطبہ الہامیہ میں جس کے بارے میں اُن کا دعویٰ ہے کہ وہ پورے کا پورا بذریعہ الہام نازل ہوا تھا کہتے ہیں: وَاتّخذت رو حانیت نبینا خیر الرّسل مظھراً من امتہ التبلُغ کمال ظھور ھا و غلبۃ نورھا کما کان وعد اللہ فی الکتاب المبین فأناولک المظھر الموعود والنور المعھود فأمن ولا تکن من الکافرین و ان شئت فاقر أقولہ تعالیٰ ھو الَّذی اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بالھدیٰ و دِیْنِ الْحَقِ لیظھِرہٗ علی الدِّینِ کُلہٖ. اور خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کیلئے اور اپنے نور کے غلبہ کیلئے ایک مظہر اختیار کیا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تھا پس میں وہی مظہر ہوں، پس ایمان لا اور کافروں سے مت ہو اور اگر چاہتا ہے تو خدا تعالیٰ کے قول کو پڑھو الذی ارسل رسول، بالہدی۔ الخ

خطبہ الہامیہ (۲):

مترجم مصنفہ ۱۹۰۱ء مطبوعہ ربوہ میں ۲۶۷، ۲۶۸) مرزا صاحب کے دعویٰ: سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا نبی بھیجا (قادیان ۱۹۴۶ء ص ۱۱) میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے (نزول مسیح ص ۳ (حاشیہ) طبع اول مطبع ضیاء الاسلام قادیان ۱۹۰۹ء) میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے (تتمہ حقیقہ الوحی ص ۶۸ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۴ء) جبکہ میں اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کے صاف طور پر (آتھم اور محمدی بیگم کی پیش گوئی کی طرح) صاف پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کرسکتا ہوں اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیوں رد کروں یا اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸ مطبوعہ قادیان ۱۹۰۱ء)

خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھیرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں میں آدم ہوں شیث ہوں میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں میں اسماعیل ہوں میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں عیسیٰ ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں آنحضرت ﷺ کے نام کا مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد ﷺ احمد ہوں۔ (حاشیہ حقیقت الوحی ص ۷۲، مطبوعہ قادیان ۱۹۳۴ء) چندروز ہوئے ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو مجھ پر نازل ہوئی اس میں سے ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ صدہا بار، پھر کیوں کہ یہ جواب صحیح ہوسکتا ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص اول مصنفہ ۱۹۰۲ء مطبوعہ قادیان ۱۹۳۴ء)۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء مندرجہ حقیقہ النبوۃ مولفہ مرزا بشیر الدین محمود ص ۲۷۲ ضمیمہ ۳۔ ج ا)

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بہ عرفان نہ کمترم زکسے

ترجمہ: یعنی انبیاء اگرچہ بہت سے ہوئے ہیں مگر معرفت میں کسی سے کم نہیں ہوں۔

مرزا صاحب مزید چند جھوٹی پیشگوئیاں:

ا۔مرزا صاحب کے مرید منظور احمد کے گھر لڑکا پیدا ہونیکی پیش گوئی جھوٹی ہوئی (بحوالہ حقیقت الوحی ص ۱۰۳)

۲۔لیکھ رام کے متعلق پیش گوئی کیئے تھے کہ وہ خارق عادت عذاب سے ہلاک ہوگا۔ وہ چھری سے مارا گیا اس کے مرنے کے بعد نزول مسیح میں ص۔۱۷۷، میں پیشگوئی میں چھری کا لفظ اضافہ کر دیا۔ جو صریحاً دھوکہ دہی ہے۔

۳۔مرزا صاحب پیشگوئی کیئے تھے کہ انکی عمر ۷۴ اور ۸۶ سال کے درمیان ہوگی (بحوالہ ضمیمہ براہین احمدیہ ص۔۵ اور ۹۷ بحوالہ حقیقت الوحی ص ۹۶ جھوٹی ہوئی)۔

۴۔مرزا صاحب نے یہ پیش گوئی کی تھی جب تک طاعون دنیا میں رہیگا خواہ ستر سال (۷۰) رہے قادیان اس کی تباہی سے محفوظ رہیگا۔ بحوالہ دافع البلاء مصنفہ مرزا قادیانی صاحب ص ۱۰ جھوٹی ہوئی۔ (۷۰) ستر سال تو بڑی بات ہے مرزا صاحب کی زندگی ہی میں قادیان کو طاعون اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا خود مرزا صاحب کا گھر اس سے محفوظ نہ رہ سکا۔ جب ملک کے دوسرے حصے اس بلاء سے محفوظ رہے۔

''جھوٹ کہنے والوں کا حافظہ خراب ہوتا ہے'' مثلاً مرزا صاحب کا خود انکی عمر کے متعلق مختلف کتابوں میں جو اعلانات کیئے ہیں درجہ ذیل میں حوالوں کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے ملاحظہ فرمائے اور سر دھنیئے:

ا۔مرزا صاحب اپنی کتاب اعجاز احمدی میں صفحہ ۳ پر لکھا ہیکہ اس وقت ۱۸۹۶ء میں میری عمر ۶۴ برس ہے۔

۲۔پھر ضمیمہ حقیقت الوحی میں صفحہ ۵ پر لکھا ہیکہ اس وقت ۱۸۹۳ میں میری عمر ۷۰ برس ہے۔

۳۔پھر ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم میں لکھا ہیکہ اس وقت ۱۹۰۴ء میں ۶۵ برس ہے۔

۴۔اس وقت ۱۹۰۵ء میں مری عمر ۷۰ برس ہے۔

۵۔ پھر حقیقت الوحی کے صفحہ ۲۰۱ پر رقم طراز ہیں کہ اس وقت میری عمر ۱۹۰۷ء میں ۶۸ برس ہے۔

اب ذرا غور فرمائیں پچھلے مضمون میں انکے کئی ایک دعوےٰ پیش گوئیاں انہی کے کہے ہوئے حوالوں سے غلط ثابت ہو چکے ہیں۔ اسی طرح وہ براہین احمدیہ کی پچاس جلدیں لکھنے کا وعدہ کئے تھے لیکن عرصہ طویل کے بعد صرف ۴ جلدیں لکھ سکے تھے جبکہ انکے مرید پچاس جلدوں کی رقم اڈوانس دے چکے تھے انکے زبردست اصرار کے بعد پانچویں جلد لکھ کر یہ کہہ کر چھٹکارا پالیا کہ ۵ اور ۵۰ میں صرف صفر کا فرق ہے۔ اس بات سے (۲) دو باتوں کا علم ہوتا ہے۔ پہلی یہ کہ وہ اپنے مریدوں کو انکے کید سے ناواقف اور جاہل سمجھتے تھے یا وہ پھر خود جاہل تھے؟۔۔۔ خود انکی عمر کے متعلق انکے متضاد تاریخیں انکی جھوٹ کو ثابت کرنیکی اہم دلیلیں ہیں۔۔۔۔۔ ۱۸۹۶ء انکی عمر ۶۴ سال ہے۔ ۱۹۰۴ء میں ۶۵ کیسے ہوگئی۔ کیا آٹھ برس کے عرصہ مرزا کی عمر میں ایک برس کا اضافہ ہوا۔۔۔۔ اور پھر ۱۸۹۶ء میں عمر اگر ۶۴ برس ہے تو ۱۹۰۵ء میں ۷۰ برس کیسے ہوگئی۔

انکی عمر ۷۳ ہونی چاہئیے۔ اسی طرح ۱۹۰۳ء میں ۷۰ سال کی تھی تو پھر ۱۹۰۵ء میں بھی ۷۰ برس کیسے ہوگئی۔ کیا مرزا صاحب کی عمر کو بریک لگ گیا تھا۔ اور اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز بات ۱۹۰۳ء انکی عمر ۷۰ برس کی تھی تو پھر ۱۹۰۷ء ۶۸ برس کیسے ہوگئی۔۔۔ کیا مرزا صاحب کی عمر کو ریورس گیر لگ گیا تھا۔

قادیانی لطائف:

جناب ثناءاللہ صاحب امرتسری کا طریفانہ انداز مجالس مناظرہ ہی تک محدود نہیں رہ سکتا تھا بلکہ اس خصوصیت کا ظہور ہر طرح کی مجالس میں ہوتا تھا۔ لہذا آپکی ظرافت کے دو چار واقعات کا ذکر کرنا بے جانہ ہوگا۔

ا۔ ایک دفعہ کسی تقریب کے سلسلہ میں آپ لاہور میں تشریف فرما تھے اُنہی دونوں میں قادیانیوں کی لاہوری پارٹی کا جلسہ تھا مولانا چونکہ نہایت وسیع الظرف تھے اور تمام فرقوں کے اکابرین سے مناظرانہ نوک جھونک کے باوجود نہایت اچھے دوستانہ اور فیاضیانہ مراسم رکھتے تھے اس لئے منتظمین جلسہ آپ کو بھی تقریر کیلئے مدعو کیا۔ آپ اپنے احباب کی ایک مجلس میں تشریف فرما تھے کہ آپکو اچانک دعوت نامہ ملا، آپ

فوراً احمدیہ بلڈنگ روانہ ہوگئے لاہوریوں نے آپ کو دیکھ کر مسیح موعود زندہ باد اور احمدیت پائندہ باد کے پر جوش نعرے لگائے، درحقیقت وہ یہ محسوس کررہے تھے کہ آج مولانا کو دام فریب میں پھانسے میں کامیاب ہوچکے ہیں چنانچہ صدر جلسہ نے کہا کہ ہم نے آپ کو اس لئے زحمت دی ہے کہ آپ حضرت صاحب کے اخلاق وعادات پر کچھ ارشاد فرمائیں وہ سمجھتے تھے کہ آپ موقع کی مناسبت سے مرزا صاحب کی کچھ نہ کچھ مدح وتوصیف کرہی دیں گے۔ لیکن مولانا بھی غضب کے موقع شناس، معاملہ فہم اور برجستہ گو تھے، اٹھے اور حمد وثنا وصلوٰۃ کے بعد فرمایا: احمدی دوستو، میں اپنے پڑوسی کے خصائل کیا بیان کروں، جہاں تک مجھے یاد ہے ان کے محاسن کی نسبت یہی کہہ سکتا ہوں کہ ’’میرے معشوق کے دوہی نشاں ہیں‘‘ مولانا صاحب اس مصرعہ کو چند بار دوانگلیاں اٹھا کر دہرایا۔ جب مرزائی سامعین دوسرے مصرعہ کیلئے سراپا انتظار بن گئے تو پورا شعر یوں ادا فرما ’’میرے معشوق کے دوہی نشان ہیں۔ زبان پر گالیاں، مجنون سی باتیں‘‘ یہ سنتے ہی مرزائیوں کی آنکھیں مچ گئیں اور مولانا اپنی قیام گاہ پر واپس آ گئے۔

۲۔ ایک بار آپ بٹالہ میں ایک جلسہ کی صدارت فرمارہے تھے۔ ایک قادیانی مولوی کو پیشاب کی حاجت ہوئی۔ وہ باہر گئے اور فارغ ہوکر ازار بند پکڑے ہوئے جلسہ گاہ میں آ گئے، حاضرین جلسہ کو انکی اس حرکت سے گدگدی سی ہونے لگی۔ مولانا صاحب نے حاضرین کی کیفیت تاڑ لی۔ اٹھے اور فرمایا کہ آپ لوگ مولوی صاحب اس حرکت پر حیران کیوں ہیں، موصوف تو اپنے پیغمبر کی پیشگوئی پر مہر تصدیق ثبت کررہے ہیں۔ یہ شاعر قادیان ہی کا ارشاد ہے۔ ’’ایک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار‘‘ اس پر سامعین لوٹ پوٹ ہوگئے اور مولوی صاحب محترم اس طرح روپوش ہوئے کہ پھر انکا سراغ نہ لگ سکا۔

۳۔ ایک مناظرے میں مبحث کے تعین پر گفتگو چل رہی تھی۔ مرزائی ’’حیات ووفات مسیح‘‘ کو موضوع بحث بنانے پر مصر تھے اور مولانا ’’آسمانی نکاح بابت محمدی بیگم‘‘ کو زیر بحث لانا چاہتے تھے۔ قادیانی مناظر نے طنزاً کہا! میں نہیں سمجھتا مولوی ثناء اللہ صاحب کا محمدی بیگم سے کیا رشتہ ہے کہ انہیں اسکی اتنی حمایت مقصود ہے۔ مولانا نے فوراً فرمایا کہ محمدی بیگم زیادہ سے زیادہ ہماری اسلامی بہن ہوسکتی ہے۔ مگر وہ تو تمہاری (قادیانی امت کی) ماں ہے۔ اگر غیور ہو تو اپنی ماں کو گھر بٹھاؤ۔ دوسرے گھروں میں کیوں پھر رہی ہے اس ظریفانہ نکتہ سنجی اور حاضر جوابی پر پوری مجلس قہقہہ زار بن گئی اور مقابل بہت خفیف ہوا۔

۴۔ پنجاب میں سکھ مسلم فساد کے ایام میں سکھوں کی گردھوارہ پر بندھک کمیٹی نے گورداس پور میں ملکی اتحاد واتفاق کی تلقین کیلئے ایک جلسہ منعقد کیا اور تقریر کیلئے مولانا کو بھی مدعو کیا آپ نے اس کے حالات کی نوعیت کا لحاظ کرتے ہوئے نہایت پر اثر تقریر فرمائی۔ دوران تقریر آپکی رگ ظرافت بھڑکی اور آپ نے سکھوں سے کہا کہ وہ ہز ہائینس مہاراجہ صاحب قادیان کا احترام کریں اور انکی امت کے ساتھ ادب سے پیش آئیں۔ کیوں کہ پیغمبر قادیان بھی سکھوں سے کچھ نہ کچھ تعلق رکھتے ہیں پر قادیانی سامعین بھڑک اٹھے اور شور مچایا کہ آپ اپنے الفاظ واپس لیجئے اور تحریری معافی مانگئے ورنہ آپ کے خلاف دعویٰ دائر کیا جائے گا۔ مولانا مسکرائے اور فرمایا میں نے مرزا صاحب کو ''مہاراجہ اور سکھوں سے قریبی تعلق رکھنے والا'' کہا ہے کچھ بے جا نہیں کہا بلکہ اُن کے ایک الہامی نام کی مناسبت سے کہا ہے آپ نے البشرا جلد دوم میں ۱۱۸ میں لکھا ہیکہ خدا نے آپ کا نام ''امین الملک جۓ سنگھ بہادر'' رکھا ہے۔ اگر میرا حوالہ غلط ہو تو الفاظ واپس لینے اور تحریری معافی مانگنے کو تیار ہوں۔

۵۔ ایک دفعہ آریہ سماجی اور ایک قادیانی آپس میں جھگڑ پڑے۔ مولانا نے سماجی سے فرمایا بھئی توبہ کرو اور مرزائیوں سے نہ جھگڑو، کیونکہ یہ تمہارے فرمانروا ہیں آپ کی اس بات پر دونوں کو حیرت ہوئی آپ نے کہا بھی تعجب کیوں کرتے ہو۔ مرزا صاحب نے البشریٰ (جلد ۱ ص ۶۵) میں اپنے آپ کو آریوں کا بادشاہ لکھا ہے۔ یہ سن کر سماجی ہنس پڑا اور مرزائی کو بڑی خفت ہوئی۔

سامان عبرت:

ایک احمدی لڑکا عبدالرحمٰن لوہار، عمر شائد ۱۴ یا ۱۵ سال ہوگی ایک ڈنڈا ہاتھ میں لئے گھر سے یہ کہتا ہوا بازار میں نکلا کہ ''یہ ڈنڈا ثناءاللہ کے سر پر ماروں گا۔'' قادیان کی آبادی سے باہر آٹا پیسنے کی ایک مشین ہے عبدالرحمٰن مذکورہ مشین میں شائد کسی کام کو گیا۔ جاتے ہی مشین میں پھنس کر ٹکڑے ٹکرے ہوگیا۔

حوالہ (فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناءاللہ امرتسری ص ۱۷۷ از صفی الرحمٰن الاعظمی)۔

اسلام کے ایک قطعی عقیدہ ''جہاد'' کی تنسیخ: انگریزوں و یہودیوں کی عطائی دین کی شکر گذاری کے طور پر اسلام کے ایک قطعی عقیدے کی تنسیخ کا اعلان غلام احمد نے کیا۔ قرآن شریف کی بے شمار آیات

اور حضور اقدس ﷺ کی متعدد احادیث اور صحابہ کرام کی عملی زندگی انکا جذبہ جہاد و شہادت یہ سب باتیں جہاد کو ہر دور میں مسلمانوں کیلئے ایک ولولہ انگیز عبادت بناتی رہیں۔ انحضرت ﷺ کا واضح ارشاد ہے: اَلْجِهَادُ مَا ضٍ اِلٰی یَوْ مِ الْقِیا مَةِ (ابوداؤد، نحوہ) جہاد قیامت تک جاری رہیگا۔ وقا تِلو هُم حَتی لَا تـكـونَ فِتْـنَةٌ وَیَـكونَ الدِیْنُ لِلّٰهِ اوران کے ساتھ اس حد تک لڑو کہ فتنہ کفر و شرک باقی نہ رہے اور دین اللہ کا ہو جائے۔ دوسری حدیث: لَنْ یَبْرَ حَ هٰذَ ا الدِّیْنُ قَا ئِماً یُقَاتِلَ عَلَیْهِ عِصَابَةٌ مَنَ الْمُسْلِمِیْنَ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَة ۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہمیشہ یہ دین قائم رہیگا اور مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک جہاد کرتی رہے گی۔ لیکن غلام احمد نے اپنے ناخداؤں کے بچاؤ اور تحفظ اور عالم اسلام کو ہمیشہ انکی طوقِ غلامی میں باندھنے اور کافر حکومتوں کے زیر سایہ مسلمانوں کو اپنی سیاسی اور مذہبی سازشوں کا شکار بنانے کی خاطر نہایت شدّ و مد سے عقیدۂ جہاد کی مخالفت کی۔ اور نہ صرف برصغیر میں بلکہ پورے عالم اسلام میں جہاں جہاں بھی ان کو ظاہری اور خفیہ سرگرمیوں کا موقعہ ملا جہاد کے خلاف شدت سے پروپیگنڈہ کیا۔ مرزا غلام احمد جہاد کا حکم منسوخ کرنے کا کس شدّ و مد سے زور دیتے رہے۔ اسکا اندازہ انکی حسب ذیل عبارت سے لگایا جا سکتا ہے جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو انکا خدا آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں۔ (۱) اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا اس سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کر دیئے جاتے تھے پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت بچوں بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا ور پھر بعض قوموں کیلئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور (نعوذ باللہ یہ ایک برگزیدہ پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کتنا صریح بہتان ہے، مومنوں اور شیر خوار بچوں کو قتل کرتا تھا تو وہ فرعون کا لشکر کرتا تھا نہ کہ موسیٰ علیہ السلام، مرزا نے اس انداز میں یہ بات پیش کی گویا ایمان لانے کے باوجود اور شیر خوار بچوں کو بھی شریعت موسوی میں بچنے کی گنجائش نہیں تھی) پھر مسیح موعود (یعنی بزعم خود مرزا صاحب) کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقف کر دیا گیا

(از قادیانی مذہب ۲۲۵ فصل نمبر ۴ عنوان نمبر ۳۷)

ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص ۲۸ پر لکھتے ہیں: آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم ساتھ بند کیا گیا اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم ﷺ

کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمادیا ہے مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سواب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا (ایضاً) ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۳۹ میں مرزا صاحب کا یہ اعلان درج ہے کہ

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال ۔۔۔ دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے ۔۔۔ دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے ۔۔۔ اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد ۔۔۔ منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(تبلیغ رسالت جلد ۹ صفحہ ۴۹)

مرزا صاحب کی صحت اور انکے حدود اربعہ کا خاکہ جواباً عرض ہے

(تبلیغ رسالت جلد ۹ ص ۴۹ کا جواب)

اب چھوڑ دو قادیانیت کا اے دوستو خیال ۔۔۔ عرفاں ہے یہ مومن کا قادیانیت کو ہے زوال
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے ۔۔۔ جھوٹے نبی کے کفر کا چرچا فضول ہے
دجال فتنہ پرور ہے قادیانیت کا امام ۔۔۔ اسلام کا عدو ہے نصاریٰ کا ہے غلام
ابن مریم کے مس سے کوڑھی شفاء یاب ہوئے تھے ۔۔۔ غلام میں نہ تھی کرامت نہ تھا اسمیں کچھ کمال
امراض کا مربہ تھا نہ تھا اسمیں کچھ قیل قال ۔۔۔ فقط دعویٰ مسیحت تھا نہ تھا اسمیں کچھ جلال
محشر میں سیدنا مصطفےٰ ﷺ کا اعلیٰ مقام ہے ۔۔۔ یوم حساب غلام کا قصہ تمام ہے
دین حنیف پر سر محشر سلام ہے ۔۔۔ مرتد غلام کے دین کا تب اختتام ہے

مرزا کی روح کی پکار

امراض کا مرکب ہوں اللہ کی لعنت نہیں جاتی ہیضہ میں مبتلا ہوں جہنم کی وعید نہیں جاتی
ہزاروں گالیوں سے روح کی غلاظت نہیں جاتی ہزاروں جھوٹ کہوں شان نبوت نہیں جاتی
یہود و نصاریٰ کی غلامی سے فضیلت نہیں جاتی بڑا ہی ڈھیٹ ہوں میرا اشرف وعزت نہیں جاتی
دشمنِ انسانیت اور دشمنِ دین حنیف ہیں ہے جناب قادیانی جس دیں کے رہبر اور امیر
دشمنِ کل انبیاء ہیں اور دشمنِ کل مرسلین کوئی کل جنکی نہیں سیدھی وہ ہیں ایسے امیر

(میں خود کو عاجز نہیں لکھونگا کیونکہ میں تمام مخلوق اور تمام اعلیٰ حضرتوں سے اعلیٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا امتی ہوں اور مرتد نہیں جیسا کہ مرتدین خود کو عاجز لکھتے ہیں۔ میں شاعر بھی نہیں ہوں اسلئے عرض خدمت یہ ہیکہ جو تک بندی کیا ہوں اسمیں ردیف وقافیہ کی غلطیوں کو نظر انداز فرمائیں۔۔۔غلام احمد کے اشعار پڑھنے کے بعد اسکا ردعمل مجھ پر جو ہوا ہے اسکے اظہار کیلئے یہ ٹوٹے پھوٹے مصرعہ لکھ رہا ہوں) مرزا صاحب انگریزی حکومت کے نام ایک معروضہ میں لکھتے یہں (حوالہ ریویوآف ریلیجنز بابت۱۹۰۲ء جلد اص ۲۹۸ نمبر۱۲ شائع ہوا تھا)

یہی وہ فرقہ (یعنی مرزا صاحب کا غلامی فرقہ) جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات سے جہاد کی بیہودہ رسم کو اٹھادے (از ریویو ریلیجنز ص ۸۳۵/۸۳۸) رسالہ گورنمنٹ انگریز اور جہاد صفحہ ۱۴ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں: دیکھو میں (غلام احمد قادیانی) ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہیکہ اب تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے (مشین گن، مزائل اور خطرناک بموں کا جہاد جائز ہے) ان تمام عبارات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک جہاد کی مخالفت کا حکم خاص حالات سے مجبوریوں کا تقاضہ نہیں بلکہ اب اسے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے منسوخ حرام اور ختم سمجھا جائے نہ اس کیلئے شرائط پوری ہونے کا انتظار رہے اور کسی پوشیدہ طور پر بھی اس کی تعلیم جائز نہیں۔ ''تریاق القلوب ص ۳۲۲ میں لکھتے ہیں: اس فرقہ (مرزائیت) میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں۔ نہ اس کا انتظار بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم ہرگز ہرگز جائز نہیں سمجھتا اور قطعاً اس بات کو حرام جانتا ہے کہ دین کی

اشاعت کیلئے لڑائیاں لڑی جائیں۔اب زمینی جہاد بند کئے گئے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہوگیا۔سو آج سے دین کیلئے لڑنا حرام کیا گیا (ایضاً) (فضائی مزائلوں سے جہاد کر سکتے ہیں)

مرزائی تاویلات کی حقیقت: فسخ جہاد کے بارے میں ان واضح عبارات کے باوجود مرزائیوں کی دونوں جماعتیں آج کہتی ہیں کہ چونکہ ۵۷ء کے بعد انگریزی سلطنت قائم ہوگئی اور وسائل جہاد نہ تھے اسلئے وقتی طور پر جہاد کو موقوف کیا گیا۔آئیے ہم اس تاویل اور مرزا کی غلط وکالت کا جائزہ لیں۔

ا۔پچھلی چند عبارات سے ایک منصف مزاج شخص بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ مرزا صاحب کے ہاں جہاد کی ممانعت ایک وقتی حکم نہیں۔نہ کچھ وقت کیلئے موقوف بلکہ مکمل طور پر جہاد کے خاتمہ اس کے انتظار تک کی نفی اور ظاہری اور پوشیدہ قسم کی تعلیم کو بھی ناجائز اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دین لڑنا کے لیے مسنوخ قرار دیتے ہیں۔

۲۔اگر مرزا صاحب ۵۷ء کے بعد انگریزی سلطنت کے قدم جمانے کی وجہ سے مجبوراً جہاد کی مخالفت کرتے ہیں۔۵۷ء اور اس سے قبل ایسٹ انڈیا کمپنی کی آمد کے فوراً بعد مجاہدین سید احمد شہیدؒ کے جہاد میں مرزا صاحب اور ان کا پورا خاندان انگریزی حکام کے نام خطوط اور چھٹیوں میں بڑے فخر سے اعتراف کیا ہے اور ان مساعی کی نہ صرف تائید کی بلکہ تحسین بھی کی ہے۔ان کے خاندانی بزرگوں نے سکھوں سے مسلمانوں کے جہاد میں سکھوں کی حمایت کی۔مرزا صاحب کے والد نے ۱۸۵۷ء میں پچاس سوار سرکار انگریز کی امداد کیلئے فراہم کئے،مرزا غلام احمد نے ۱۸۵۷ء میں جہاد آزادی کے غیور اور جاںنثار مجاہدین کو جہلاء اور بدچلن کہا۔(براہین احمدیہ جلد اول صفحہ ا اشتہار اسلامی انجمنوں سے التماس) انگریز کے ہاتھوں ہندوستانی مسلمانوں کی مظلومیت پر ہند کا ذرہ ذرہ اشکبار تھا۔اسلامیان کی عظمتیں لٹ رہی تھی،ہزار سالہ عظمت رفتہ پاش پاش ہورہی تھی،علماء اور شرفاء ہند کو سور کے چمڑوں میں سی کر اور زندہ جلا کر دھلی کے چوکوں میں پھانسی پر لٹکایا جارہا تھا اور انگریزوں کا شقی القلب نمائندہ جنرل نکلسن،ایڈورڈ سے ایسے آئینی اختیارات مانگ رہا تھا کہ مجاہدینِ آزادی کے زندہ حالت میں چمڑے ادھیڑے جاسکیں اور انہیں زندہ جلایا جاسکے۔مگر وہ شقی اور ظالم نکلسن مرزا غلام احمد اور اس کے خاندان کو ہندوستان میں اپنے مفادات کا نگراں اور وفادار ٹھہرا رہا تھا جنرل نکلسن نے مرزا غلام قادیانی کو سند دی جس میں لکھا کہ ۱۸۵۷ء میں خاندانِ قادیان ضلع گورداسپور کے تمام دوسرے خاندانوں سے زیادہ نمک حلال رہا۔(سیرت مسیح موعود

ص۴ مرزا البشیر الدین محمود طبع قادیان)اور وہی مرزا صاحب جو ابھی تک اپنے تشریعی نبی ہونے کی حیثیت سے سامنے نہیں آئے تھے۔ اور خود براہین احمدیہ اور دیگر تحریروں میں جہاد کے فرض واجب غیر منقطع ہونیکا اعتراف کر چکے تھے۔ دعویٰ نبوت کے بعد ایک قطعی حکم کو حرام قرار دیتے ہوئے عملاً بھی قرآن کریم کی تمام آیات جہاد، خمس وفئی کو منسوخ قرار دے کر تشریعی نبی ہونے کا ثبوت دیتے رہے لیکن جس دور میں وہ جہاد کو فرض کہتے ہیں کیا مرزا صاحب خود عملی طور پر اس پر عمل پیرا رہے اس کا جواب ہمیں انگریز لفٹنٹ گورنر کے نام چھٹی سے مل جاتا ہے وہ اس درخواست میں اپنی اصل حقیقت کو اس طرح واشگاف الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک (گویا ۱۸۳۹ء سے لے کر جو ۱۸۵۷ء سے بہت پہلے کا زمانہ ہے) جو قریباً ساٹھ برس کی عمر کو پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تا کہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی میں میں نے صرف اس قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمان کو گورنمنٹ انگلینڈ کی سچی اطاعت کی طرف جھکا دیا۔ بلکہ بہت سی کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں تالیف کر کے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا۔ (تبلیغ رسالت جلد ۷ بنام لیفٹنٹ گورنر ص ۱۰) اور اسی کتاب صفحہ ۱۷ پر لکھتے ہیں: ان نادان مسلمانوں کے پوشیدہ خیالات کے بر خلاف دل و جان سے گورنمنٹ انگلشیہ کی شکر گذاری کیلئے ہزار ہا اشتہارات شائع کئے گئے اور ایسی کتابیں بلاد عرب و شام وغیرہ تک پہنچا دی گئیں۔ اس کے بعد میں نے عربی اور فارسی میں بعض رسائل تالیف کر کے بلاد شام و روم اور مصر اور بخارا کے اطراف روانہ کئے اور ان میں اس گورنمنٹ کے اوصافِ حمیدہ درج کئے اور بخوبی ظاہر کیا کہ اس محسن گورنمنٹ کے ساتھ جہاد قطعاً حرام ہے۔ اور بعض شریف عربوں کو وہ کتابیں دے دے کر بلادِ شام و روم کی طرف روانہ کیا۔ بعض عربوں کو مکہ اور مدینہ کی طرف بھیجا گیا۔ بعض بلادِ فارس کی طرف بھیجے گئے۔ اور اسی طرح مصر میں بھی کتابیں بھیجی گئیں۔ اور یہ ہزار ہا روپیہ کا خرچ تھا۔ جو محض نیک نیتی سے کیا گیا (تبلیغ رسالت ج سوم ص ۱۶۶) اور یہ سب کچھ مرزا صاحب نے اس لئے کیا: تا کہ کچھ طبیعتیں ان نصیحتوں سے راہ راست پر آ جائیں اور وہ طبیعتیں اس گورنمنٹ کا شکر کرنے اور اس کی فرمانبرداری کے لئے صلاحیت پیدا کریں اور مفسدوں کی بلائیں کم ہو جائیں۔ (نور الحق ص ۳۲،۳۳)۔

تبلیغ رسالت جلد ۷ ص ۱۷ میں اس ساری جدوجہد کا حاصل مرزا صاحب کے الفاظ میں یہ ہیکہ ''میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لیناہی جہاد کا انکار کرنا ہے۔'' گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ضمیمہ ص ۷ میں لکھتے ہیں: جوشخص میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح مانتا ہے، اسی روز سے اسکو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہیکہ اس زمانہ میں جہاد قطعی حرام ہے کیونکہ مسیح آچکا ہے خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑتا ہے۔ یہ حقیقت کہ مرزائی تبلیغ وتلقین اور تمام کوششوں کے محرکات اور مقاصد کیا تھا مرزائی مذہب کے بانی کے مذکورہ اقوال سے خود ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس پر بھی اگر تاویل کے پردوں کی طرف پھیروں ۔ اور ان کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کو دور کروں جو انکی دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں (تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۰ مطبوعہ قادیان پریس قادیان اگست ۲۲ء)

۳۔ تیسری بات یہ ہیکہ بالفرض ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ مرزا صاحب نے برصغیر میں انگریزی سلطنت کی وجہ سے بعض مجبوریوں کی بناء پر اتنی شدومد سے جہاد کی مخالفت کی۔ لیکن اگر حقیقت یہی ہوتی تو مرزا صاحب کی ممانعت جہاد اور اطاعت انگریز کی تبلیغ صرف برٹش انڈیا تک محدود ہوتی مگر یہاں تو ایسے کھلے شواہد اور قطعی ثبوت موجود ہیں کہ مرزا صاحب کی تحریک وتبلیغ کا اصل محرک نہ صرف انڈیا بلکہ پورے عالم اسلام میں دنیا بھر کے مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد نکالنا اور انگریزوں کیلیئے یا کسی بھی کافر سلطنت کیلیئے راستہ ہموار کرنا تھا۔ تاکہ اس طرح ایک نئی امت اور نئے نبی کے نام سے پوری ملت مسلمہ اور اُمت محمدیہ کا سارا نظام درہم برہم کیا اور پورے عالم اسلام کو انگریز یا ان کے حلیفوں کے قدموں میں لاگرایا جائے اسلئے مرزا صاحب نے مخالفت جہاد کی تبلیغ صرف برٹش انڈیا تک محدود نہ رکھی۔ اور نہ صرف اردو لٹریچر پر اکتفا کیا بلکہ فارسی، عربی، انگریزی میں لکھ کر بلادِ روم، شام، مصر، ایران، افغانسان، بُخارا، یہاں تک مکہ اور مدینہ تک پھیلاتا رہا تاکہ بُخارا میں اگر زار روس کے لشکر آئیں تو کوئی مسلمان ہاتھ مزاحمت کے لئے نہ اٹھائے۔ فرانس، تونس، الجزائر اور مراکش پر لشکر کشی ہو تو مسلمان جہاد کو حرام سمجھیں۔ عرب اور مصری دل وجان سے انگریز کے مطیع بن جائیں۔ اور ترک وافغان کی غیرت ایمانی ہمیشہ کے لئے جذبہ جہاد سے خالی ہو کر سرد پڑ جائے۔ اس سلسلہ میں مرزا صاحب کے اعترافات دیکھئے جو وہ اوپر لکھ چکے ہیں۔ انکو تاویلوں کے پردوں

میں اس حقیقت کو چھپایا جاتا ہے تو آنکھیں کھولنے کیلئے حسب متذکرہ صدر واقعات اور اعترافات کافی ہیں۔ کہ مرزا صاحب نہ صرف ہندوستان میں بلکہ آزاد اسلامی ممالک میں بھی کسی قسم کے جہاد کے روادار نہ تھے۔ افغانستان کے امیر امان اللہ خان کے عہد میں نعمت اللہ خان مرزائی اور عبدالطیف مرزائی کو علماء افغانستان کے متفقہ فتویٰ سے مرتد قرار دے کر قتل کر دیا گیا۔ اس قتل کے محرکات یہی تھے کہ یہ لوگ مبلغین کے پردہ میں جہاد کے خلاف تعلیم دے رہے تھے اور یہ محض اسلئے کہ انگریزوں کا اقتدار چھایا رہے۔ حالانکہ افغانستان میں جہاد اسلامی کی شرائط مکمل موجود تھیں۔ اس سلسلہ میں مرزا بشیر الدین محمود کا خطبۂ جمعہ مندرجہ الفضل مورخہ ٦ راگست ١٩٣۵ء ملاحظہ کیجئے: عرصہ دراز کے بعد اتفاقاً ایک لائبریری میں ایک کتاب ملی جو چھپ کر نایاب بھی ہوگئی تھی، اس کتاب کا مصنف ایک اطالوی انجینئر جو افغانستان میں ذمہ دار عہدہ پر فائز تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ صاحبزادہ عبدالطیف (قادیانی) کو اس لئے شہید کیا گیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دیتے تھے، تو حکومت کو خطرہ لاحق ہوگیا کہ اس سے افغانوں کا جذبہ حریت کمزور اور ان پر انگریزوں کا اقتدار چھا جائے گا۔

ایسے معتبر راوی کی روایت سے یہ امر پایہ ثبوت تک پہونچتا ہے کہ اگر صاحبزادہ عبدالطیف خاموشی سے بیٹھے رہتے اور جہاد کے خلاف کوئی لفظ بھی نہ کہتے تو حکومت افغانستان کو انہیں شہید کرنے کی ضرورت نہ ہوتی، اخبار الفضل بحوالہ امان افغان مورخہ ٣ رمارچ ١٩٢۵ء افغان وزیر داخلہ کے حوالے سے مندرجہ ذیل بیان نقل کیا۔ کابل کے دو اشخاص ملا عبدالحلیم و ملا نور علی دکاندار قادیانی عقائد کے گرویدہ ہو چکے تھے اور لوگوں کو اس عقیدہ کی تلقین کر کے انہیں راہ سے بھٹکا رہے تھے۔ ان کے خلاف مدت سے ایک اور دعویٰ دائر ہو چکا تھا اور مملکتِ افغانیہ کے مصالح کے خلاف غیر ملکی لوگوں کے سازشی خطوط ان کے قبضہ سے پائے گئے جن سے پایا جاتا تھا کہ وہ افغانستان کے دشمنوں کے ہاتھ بک چکے ہیں۔ خلیفہ قادیان اپنے ایک خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل مورخہ یکم رنومبر ١٩٣٤ء میں اعتراف کرتا ہے کہ نہ صرف مسلم ممالک بلکہ غیر مسلم ممالک اور اقوام بھی مرزائیوں کو آلہ کار سمجھتے تھے، دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے چنانچہ جب قبرص میں احمدیہ عمارت کی افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن انگریز نے شمولیت کی تو حکومت نے اس سے جواب طلب کیا کہ کیوں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے جو انگریزوں کی ایجنٹ ہے۔

اسلامی جہاد منسوخ مگر مرزائی جہاد جائز۔

۴۔ یہ امر حیرت اور تعجب کا باعث ہے کہ ایک طرف تو قادیانیوں نے جہاد کو اتنی شدومد سے منسوخ اور حرام قرار دیا مگر دوسری طرف انگریزوں کی فوج میں شامل ہو کر مسلمانوں کے ساتھ لڑنا نہ صرف ان کیلئے جائز بلکہ ضروری تھا۔ گویا ممانعت جہاد کی یہ ساری جدوجہد صرف انگریزوں اور کافروں کے ساتھ مسلمانوں کو جہاد سے روکنے کیلئے تھی کہ وہ نہ تو اپنی عزت وناموس اور نہ ملک وملت کی بقا کیلئے لڑیں نہ اپنے دین، اسلامی شعائر، معابد و مساجد کیلئے علم جہاد بلند کریں، لیکن انگریزی اقتدار کے فروغ و تحفظ کیلئے ان کی فوجوں میں شامل ہو کر بلادِ اسلامیہ پر بمباری ایک مقدس فریضہ تھا مرزا محمود احمد نے کہا: صداقت کے قیام کیلئے گورنمنٹ کی فوج میں شامل ہو کر ان ظالمانہ روکوں کو دفع کرنے کیلئے گورنمنٹ کی مدد احمدیوں کا مذہبی فریضہ ہے۔ (خطبہ مرزا محمود احمد الفضل ۲ مئی ۱۹۱۹ء)۔

قادیانی جماعت نے لارڈ ریڈنگ کو اپنے ایڈریس میں بھی اپنی جنگی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ کابل سے جنگ میں ہماری جماعت نے علاوہ ہر قسم کی مدد کے ایک ڈبل کمپنی اور ایک ہزار افراد کے نام بھرتی کیلئے پیش کئے اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں رضا کارانہ کام کرتے رہے۔ (الفضل ۴ر جولائی ۱۹۳۱ء) ایک اور خطبہ جمعہ مرزا محمود احمد نے کہا کہ شائد کابل کے ساتھ ہمیں کسی وقت جہاد ہی کرنا پڑتا،'' آگے چل کر کہا'' کہ پس نہیں معلوم کہ کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہئیے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔

(الفضل ۲۷ر فروری، ۲ مارچ ۱۹۲۲ء)

امن وآشتی اور اسلامی نظریۂ جہاد کو ملاؤں کے وحشیانہ اور جاہلانہ بے ہودہ خیالات قرار دینے والے مرزائیوں کے حقیقی خدوخال مرزا محمود احمد خلیفہ ثانی کے ان الفاظ سے عیاں ہو جاتے ہیں، انہوں نے کہا کہ'' اب زمانہ بدل گیا ہے دیکھو پہلے مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) آیا تھا اسکو دشمنوں نے صلیب پر چڑھایا مگر اب جو مسیح اسلئے آیا ہے کہ اپنے مخالفیں کو موت کے گھاٹ اتار دے'' (عرفان الٰہی ص ۹۴)
'' لیکن ہوا اسکے برعکس اللہ تعالیٰ اس جھوٹے مسیح کو ہیضہ کے عذاب میں مبتلاء کر کے ہلاک فرمایا۔ پہلے عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے صلیب پر لٹکایا مگر (مرزا غلام احمد) اس زمانے کے یہودی صفت لوگوں کو سولی پر

لٹکائیں گے، لیکن مسیح موعود اپنی زندگی بھر (پوری زندگی) نصرانیوں اور یہودیوں کے تلوے چاٹتے رہے اور جہاد جیسے مقدس فریضہ کو انکی بقاء کیلئے منسوخ کر دیئے۔ شائد اسی عمل سے خلیفہ ثانی صاحب کی ڈکشنری میں دشمنوں کو سولی پر لٹکانے کے معنی نکلتے ہوں گے۔ اس سے اندازہ ہوا کہ اسلام کے نظریہ جہاد کو منسوخ قرار دینے اور سارے عالم اسلام میں اس کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کے بعد اپنے لئے اور سامراجی مقاصد کیلئے جہاد اور قتال کو ناجائز قرار دینے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا جا رہا تھا۔ ان تمام باتوں کو سامنے رکھ کر ہم اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ مرزائیوں کے نزدیک مسلمانوں کا کافروں یا خود ان کے خلاف لڑنا تو ہمیشہ کیلئے حرام تھا مگر عیسائیت کے جھنڈے تلے کسی کافر حکومت کے مفاد یا خود مرزائیوں کیلئے جہاد اور قتال اور لڑنا سب جائز ہے۔

مرزا غلام احمد اور مرزائیوں کی تبلیغی خدمات کی حقیقت:

افغانستان اور دیگر اسلامی ممالک میں قادیانیوں کے تبلیغی کے نام پر استعماری سرگرمیوں سے ان کی اسلام کی خدمات کی قلعی تو کھل جاتی ہے مگر بہت سے لوگ مرزا صاحب کی خدمات کے سلسلہ میں انکے مدافعت اسلام میں مناظرانہ بحث و مباحثہ اور علمی کوششوں کا ذکر کرتے ہیں اور کہا جاتا ہیکہ انہوں نے آریہ سماج اور عیسائیوں سے اسلام کی دفاع میں بڑے معرکے سر کئے اور اب بھی قادیانی دنیا میں اسلام کی تبلیغ کرتے پھر رہے ہیں اسلئے ان کے ساتھ غیر مسلموں جیسا سلوک نہیں کرنا چاہئے۔ اس لئے ہم اس غلط فہمی کو جس میں بالعموم تعلیم یافتہ افراد بھی مبتلا ہوتے ہیں مرزا صاحب کی دو عبارتوں سے ہی دور کرنا چاہتے ہیں جو بانی قادیانیت کے تبلیغی مقاصد اور نیت کو خود ہی بڑی خوبی سے عیاں کر رہی ہیں کہ انہوں نے عیسائی مشنریوں کو اشتعال انگریز تحریروں اور اسلام پر جارحانہ حملوں سے مسلمانوں کے اندر انگریزوں کے خلاف پرجوش ردعمل کا خطرہ محسوس کیا تو اس عام جوش کو دبانے کیلئے حکمت عملی کی بنا پر عیسائیوں کا کسی قدر سختی سے جواب دیا اور سخت کتابیں عیسائیوں کے خلاف لکھیں۔

تریاق القلوب مطبوعہ ضیاالاسلام قادیان ۲۸ر اکتوبر ۱۹۰۲ء ضمیمہ ۳ بعنوان گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست میں مرزا غلام احمد اپنے (۲۰) بیس برس کی تمام علمی اور تصنیفی کاوش کا خلاصہ مسلمانوں کے دل سے جہاد اور خونی مہدی کے معتقدات کا ازالہ اور انگریزوں کی وفاداری پیدا کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

اب میں اپنی گورنمنٹ محسنہ کی خدمت میں جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بست سالہ میری خدمات ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کرسکتا یہ بھی ظاہر ہیکہ اس قدر لمبے زمانے تک جو ۲۰ بیس سال کا زمانہ ہے جو مسلسل طور پر تعلیم مذکورہ بالا پر زور دیتے جانا کسی منافق اور خود غرض کا کام نہیں ہے (بلکہ مرتد کا کام ہے) ایسے شخص کا کام ہے جس کے دل میں اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی ہے۔ ہاں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نیک نیتی سے دوسرے مذہب کے لوگوں سے مباحث بھی کیا کرتا ہوں جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہوگئی اور حد اعتدال سے بڑھ گئی اور بالخصوص پرچہ ''نور افشاں'' میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے اندیشہ دل میں ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو جوش عزائم رکھنے والی قوم ہے ان کلمات کا سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کیلئے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کو دبانے کے لئے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے تا کہ سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بدامنی پیدا نہ ہو تب میں نے بمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدرزبانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھی تھی جن بالمقابل سختی تھی کیونکہ میرے کانشیس نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش رکھنے والے آدمی موجود ہیں انکے غیظ وغضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریقہ کافی ہوگا۔ (ص ۳۰۸، ۳۰۹) مرزا بشیر الدین محمود کی الہامی شادی پر تاریخی شعری تبصرہ)

۴۵-۱۹۴۴ء کی بات ہے کہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے ایک سرکردہ مرزائی کی دو بیٹیوں کی بیک وقت شادی کے سلسلہ میں موسیو مرزا بشیر الدین محمود ڈسکہ آئے اور قادیانی جماعت کے سربراہ ہونے کے ناطے رسم معاہدہ شادی بھی انہوں نے ادا کرنی تھی۔ اس رسم سے قبل لڑکیوں کے قادیانی والد نے سلام تعظیم پیش کرنے کیلئے دونوں لڑکیوں کو مرزا کے سامنے پیش کیا قبولیت سلام کے دوران مرزا کی نگاہ غلط انداز ایک لڑکی امتہ الحفیظ کو پسند کرلیا اگلے روز شادی ہونے والی تھی مگر ایک خودساختہ ''الہام'' کے ذریعہ شادی کو اگلے روز پر ملتوی کروادیا اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہوئے، مرزا نے اپنے عقل سے عاری مریدوں

سے کہا کہ ''اللہ کی مرضی ہیکہ امتہ الحفیظ کا نکاح اس خاکسار (بشیر الدین محمود) کے ساتھ کر دیا جائے۔اور اس کے بطن سے جو بیٹا پیدا ہوگا، وہ بڑے مرتبہ پر فائز ہوگا۔

مرزا کے اس حکم پر قادیانی عقل کے اندھوں نے ہاں کر دی اور اس طرح ''امتہ الحفیظ'' کی شادی مرزا سے کر دی گئی۔ اس زمانے میں لاہور سے دوسرے اخبارات کے علاوہ ایک اخبار'' ویر بھارت'' نکلا کرتا تھا اس کے ایڈیٹر پریم چنائی اور میلا رام وفا تھے۔حضرت رئیس امروہی کی طرح ''ویر بھارت'' میں پنڈت میلا رام نغز گو شاعر تھے (اردو کے) روزانہ کے اہم واقعات پر دو شعروں میں شعری تبصرہ کیا کرتے تھے۔مرزا کی شادی پر پنڈت میلا رام وفا نے تبصرہ کیا ہدیہ قارئین ہے۔

خدا نے دیا حکم بندے نے مانا بڑھاپے سولہ برس کی بیاہی
یہی تو خدائی ہے اے نیک بندے نہ منزل رہے گی نہ رہبر نہ راہی

قادیانی سربراہوں کی تحریکِ جنسی: ان کی تحریک جنسی لذتوں سے بھری ہوئی ہے۔حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی انکی زندگیوں اور تصنیفوں کو''کوک شاستر'' سے تعبیر کیا کرتے تھے اور یہ ہے بھی حقیقت کہ اس فرقہ کے بانی اور اسکے فرزندان روسیاہ' شباب اور شراب کے رسیا رہے ہیں۔خود مرزا غلام احمد پلومر کی وہسکی کا اعتراف کرتا ہے اور طاقت کی دوائیوں کے کثرت استعمال کی جگہ جگہ بات کرتا ہے۔مندرجہ بالا شادی تو ہوگئی۔۔۔مگر اس کے باوجود مرزا بشیر الدین محمود کو اس مظلوم عورت کے بطن اولاد نرینہ نصیب نہ ہوسکی۔باپ کی طرح بیٹے کا الہام بھی غلط ثابت ہوا۔اس کے باوجود عقل و خرد سے بے بہرہ لوگ (قادیانی) ارتداد کا شکار ہیں۔اس واقعہ کو جلسوں میں بیان کر کے قاضی جی اکثر بابا فرید کا یہ قول بیان کرتے تھے: ''رب رسے تے مت کھسے'' یعنی جب اللہ ناراض ہوتا ہے تو عقل چھن جاتی ہے'' غالباً مرزا کی بیاہی دولہن کا نام امتہ الحفیظ تھا۔اگر اسمیں غلطی ہو تو ممکن ہے مگر واقعہ کی حقیقت اپنی جگہ قائم ہے۔

(ہفت روزہ ''ختم نبوت'' جلد ۶' شمارہ ۲۲' از قلم ابن فیض، کراچی)۔

خبیث اصطلاح:

عالم اسلام میں سرکار دو عالم جناب آقائے کل محمد مصطفےٰ ﷺ کو بوجہ مدینہ شریف کے مکین ہونے کے مدنی کہا جاتا ہے اور ابتدائی زندگی اور پیدائش مکہ کی وجہ سے مکی کہا جاتا ہے اب ان آئمہ تلبیس ابلیس کی شقاوت ملاحظہ کریں کہ یہ لوگ مرزا غلام احمد کو قادیان کی نسبت کی وجہ سے حضرت قدنی کہتے ہیں، (قادیانی حضرات کا حافظہ انکے پیر و مرشد کی طرح ہے وہ مرزا کو قدنی کہنے سے پہلے یہ بھول جاتے ہیں کہ مرزا کے ایک کشف میں قادیان کو دمشق کے مماثل قصبہ بتایا گیا یعنی دمشقی اور قادیانی یزید اور یہودی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ مرزا صاحب کو قدنی کہنا انکو خدا ناشناس پاکوں کو قتل کرنے والے یزید اور یہودیوں کی اولاد کہنے کے مترادف ہے) اس طرح قادیانی حضرات ہمارے خیالات کی ترجمانی کرنے کے باعث ہوئے اس طرح مدینہ منورہ اور قادیان ایک دوسرے کی ضد ہوئے، چنانچہ مدنی باعث فخر ہے قدنی باعث ذلت ہوا۔ علمائے اسلام قادیانیوں کی اصطلاح قدنی کو غلط سمجھتے ہیں لیکن مرے خیال میں میں قدنی کی جو حقیقی تشریح کیا ہوں وہ مرزا صاحب کے کشف کے حوالے سے کیا ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں تو بقول بابا فرید کے عقل چھن جاتی ہے چنانچہ ایک قادیانی شاعر اکمل مرزا کے اشعار پیش کر رہا ہوں۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں — اور پہلے سے ہیں بڑے اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

جس فرقہ کا مرشد جھوٹا ہو تو اس فرقہ کا شاعر کیسے سچا ہوسکتا ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ ”محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل“ ”غلام احمد کو دیکھے قادیان میں۔“ اس شعر سے شاعر کی دماغی پرواز کی قلعی کھل جاتی ہے۔ اور انتہائی پست ذہنیت کا اظہار ہوتا ہے۔ خاک کو عالم بالا سے کیا نسبت؟ ظلمات سے نور کا کیا تعلق؟

قدنی سے مکی و مدنی کا کیسا موازنہ، بقول مرزا کے اسکے ایک کشف میں تھوڑی سی توجہ کرنے پر یہ عقدہ کھلا تھا کہ قادیان اور دمشق کے رہنے والے یزیدی اور یہودی فطرت کے حامل ہوتے ہیں جو پاکوں کا قتل کرتے ہیں چنانچہ خود جناب مرزا صاحب کے کشف کے مطابق قدنی یعنی رذیل فطرت کے انسان ہوئے۔

اور مکی مدنی نور" علی نور ہوئے۔ اور طبعی حالات کا تقابل بھی ایسے ہی ہوگا جسے'' ظلمات'' اندھیروں کا نور سے مقابلہ کیا جائے۔ کہاں اخلاق سے یکسر عاری اور کہاں انک لعلی خلق عظیم۔ اور کہاں مجسم امراض سے متعفن'' یعنی دانت اتنے خراب کہ ان میں کیڑے پڑے ہوئے تھے، آنکھ اس قدر خراب کے کھولنے میں تکلیف ہو، دوران سر کی اس قدر تکلیف کہ تین برس تک مسلسل اور اس سے پہلے متعدد سال روزے نہ رکھ سکے۔ غشی اس قدر پڑ جاتی تھی کہ چیخیں نکل جاتی، دورے اس قدر شدید کے ٹانگوں کو باندھا جاتا تھا، ذیابیطس، تشنج قلب، دق کی بیماری، دل و دماغ و جسم نہایت کمزور، ان سب پر متزاد مالیخولیا، مراق، اور ایک ہاتھ کے استعمال سے محرومی، حالت مردمی کا لعدم۔ جنکے کشف اکثر اخلاق سے عاری، لایعنی جسے آئی لو یو، انی وٹ یو، اسے کشف سے انکے مریدوں کو کیا تعلیم ملتی ہوگئی تو فلاں فلاں نبی ہے۔ ہے رودر کرشن، آریوں کا بادشاہ، جے سنگھ امین ملک بہادر، اسکے بعد جب انکی آنکھ کھلی تو وہی سڑی گلی بیماریوں سے اٹی ہوئی زندہ لاش۔

''سیرت المہدی'' سے مرزا صاحب کے حالات: مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ: بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ ماجدہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اول کی وفات کے بعد ہوا تھا۔ (سیرت مہدی ج ۱، ص ۱۶) آگے لکھتے ہیں۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہیکہ مجھے ہسٹریا کا مرض ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرماتے تھے (سیرت مہدی ج ۲، ص ۵۵) ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب ہسٹریا اور مراق کے مریض تھے اور دنیا جانتی ہیکہ ایسے مریضوں کی دماغی کیفیت کیا ہوتی ہے؟ اور اس سے کیسی کیسی حرکتیں سرزد ہوتی ہیں۔ چنانچہ مثال کے طور پر انکے کچھ حالات کا تذکرہ درج ذیل ہے۔ ڈاکٹر اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا حضرت مسیح موعود اپنی جسمانی عادات سے اتنے زیادہ تھے کہ بعض دفعہ جراب پہنتے تھے تو بے بوجھی کے عالم میں اسکی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں اوپر کی طرف ہوتی تھی۔ اور بار بار ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا۔ اور بعض اوقات کوئی دوست مرزا صاحب کیلئے گرگابی ہدیتاً دیتا تو بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈالدیتے اور سیدھا پاؤں بائیں میں ڈالدیتے تھے اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود کہتے تھے ہمیں اس وقت پتہ لگتا ہیکہ کیا کھا رہے ہیں جب کھاتے کھاتے کوئی

کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے (سیرت مہدی، ج ۲، ص ۵۸) ڈاکٹر اسمٰعیل تو عقیدہ میں مرزا صاحب کی جسمانی سادگی سے تعبیر کررہے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہیکہ یہ مرزا صاحب کی اسی دماغی کیفیت کے اثرات ہیں کہ ان سے صحیح طرح سے جراب پاؤں میں نہیں ڈالی جاتی انہیں الٹے سیدھے جوتے کا پتہ نہیں چلتا، اسی لئے انہیں یہ پتہ نہیں چلتا کہ وہ کیا کھارہے۔ مرزا صاحب کے ایک مرید معراج الدین عمر قادیانی مرزا صاحب کے حالات میں لکھتے ہیں کہ آپ کو میٹھا کھانے کا بہت شوق تھا۔ اور مرض بول بھی آپ کو عرصہ سے لگی ہوئی تھی تو گڑ کے ڈھیلے اور مٹی کے ڈھیلے بھی ایک ہی جیب میں رکھتے تھے کیونکہ پیشاب آپ کو کثرت سے آتا، ڈھیلے استعمال کرنے کی نوبت پیش آتی، کبھی کبھی آپ گڑ سے استنجا کر لیتے اور مٹی کے ڈھیلے کھا لیتے (مرزا صاحب کے حالات مرتبہ معراج الدین عمر قادیانی، تتمہ براہین احمدیہ ج ۱، ص ۶۷) کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ، کوٹ، صدری، ٹوپی، عمامہ، رات کو اتار کر تکیہ کے نیچے رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کیلئے الگ الگ جگہ کھونٹے پر ٹانگ دیتے تھے وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے اور صبح کو انکی ایسی حالت ہو جاتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ اور سلوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لے تو سر پیٹ لے (سیرت مہدی، ج ۲، ص ۱۲۸)۔ غور کیجئے مرزا صاحب کی تو یہ حالت تھی اور دعوے مہدیت مسیحیت اور نبوت کے۔ اسے ہم مالیخولیائی کیفیات کے اثرات نہ کہیں تو اور کیا کہیں؟ ایسا شخص نبی و مہدی تو بہت دور رہا معمولی درجہ کا بزرگ کہلانے کا مستحق بھی ہوسکتا ہے؟ مرزا صاحب کو افیون مرغوب تھی۔ اس لئے وہ اس کی تعریف کرتے تھے اور ہینگ والی دوائیاں کھاتے تھے۔ چنانچہ مرزا بشیر احمد ڈاکٹر اسماعیل کے حوالے سے مرزا صاحب کی دوائیوں کی فہرست لکھتے ہوئے جن میں ہینگ بھی شامل ہے۔ رقم طراز ہیں فرمایا کرتے تھے ہینگ غریبوں کی مشک ہے۔ اور فرماتے تھے کہ افیون میں عجیب وغریب فوائد ہیں اسی لئے حکماء نے تریاق کا نام دیا ہے ان میں سے بعض دوائیں اپنے لئے ہوتی تھیں اور بعض دوسروں کیلئے (سیرت مہدی ج ۳، ص ۴۴) مرزا صاحب کو قرآن کی بڑی سورتیں تک یاد نہ تھیں۔ چنانچہ مرزا صاحب کے صاحبزادے لکھتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کو قرآن مجید کے بڑے بڑے مسلسل حصے یا بڑی بڑی سورتیں یاد نہ تھیں۔

بے شک آپ قرآن کے جملہ مطالب پر مگر حفظ کے رنگ میں قرآن شریف کا اکثر حصہ یاد نہ تھا۔ (سیرت مہدی ج ۳، ص ۴۴) مرزا صاحب کی یہ حالت تھی کہ ان سے رمضان کے روزے رکھنا مشکل

تھا۔ وہ روزہ رکھنے کے بجائے فدیہ دیا کرتے تھے۔ مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں! بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مرزا صاحب کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے سے رکھنے شروع کئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اس لئے باقی چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا گیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اسمیں آپ دس گیارہ روزہ رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپ تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپکو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا گیا الخ (سیرت مہدی ج ۱،ص ۶۵) مرزا صاحب زندگی بھر حج نہ کیا نہ اعتکاف کیا نہ زکوۃ دی دیکھے مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں: ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود نے حج نہیں کیا اعتکاف نہیں کیا زکوۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی۔ (سیرت مہدی ج ۲،ص ۱۱۹)

غور کیجئے کیا مہدی و مسیح کی یہی شان ہوتی ہے؟ مرزا صاحب کی نماز کا حال سنیں، ان کی نماز کیسی تھی؟ مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں: ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی۔ ایسی کہ دم نہ آتا تھا۔ البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی تا کہ آرام سے پڑھ سکیں۔

(سیرت مہدی، ج ۳،ص ۱۰۳)

مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں:

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نماز نہ پڑھا سکے، حضرت خلیفہ اول بھی موجود نہ تھے تو حضرت صاحب نے حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کو نماز پڑھانے کیلئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض ہے اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے۔ میں نماز کس طرح پڑھاؤں، حضور نے فرمایا حکیم صاحب آپکی نماز باوجود تکلیف کے ہو جاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا ہاں حضور، فرمایا کہ پھر ہماری بھی ہو جائیگی۔ آپ پڑھایئے (سیرت مہدی ج ۳،ص ۱۱۱) ملاحظہ فرمائیے کیا مہدی و مسیح کی نماز کی یہی شان ہوتی ہے؟

جیسا کہ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں جناب مسیح موعود ایک ہاتھ سے نا کارہ ہونے سبب طہارت سے محروم تھے میں تمام قادینیوں اور انکے علاقائی صدر اور ذمہ داروں کو چیالنج کرتا ہوں کہ وہ میری قاطع دلیل کو عملی ڈماسٹریشن سے غلط ثابت کریں۔ وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ سب لوگوں کے سامنے برہنہ ہونا اخلاق سے عاری اور شرافت سے بعید ہے۔اس کا بہتر حل یہ ہے کہ کپڑے پہنے ہوئے بیٹھیں اور خروج کی جگہ کپڑوں کے اوپر سے نشان لگائی جائے گی اور انکا ایک ہاتھ باندھ دیا جائیگا۔اور صرف ایک ہاتھ سے لوٹا پکڑیں اور اسی ہاتھ صاف کریں اور ہاتھ کی غلاظت کو کس طرح صاف کر سکتے ہیں دکھادیں اور اگر وہ صفائی نہ کر سکیں تو میری دلیل بغیر چوں چرا قبول کر لیں۔۔۔۔۔

جیساہ کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ آج سے دیڑھ سو سال قبل گھروں میں پانی کے نل نہیں اور گھروں W.C نہیں تھی رفع حاجت گھروں کے باہر کرتے تھے،

دنیا میں جتنی قومیں آباد ہیں ان سب میں سب سے زیادہ غلیظ اور فسادی قوم یہودیوں کی ہے۔ تمام ادیاں میں خرابی پیدا کرنا اور ان میں ردوبدل کرنا اس قوم کا ادنا کرشمہ ہے۔اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا (حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنانا) پیغمبروں کو قتل کرنا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکانا، انکو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہنا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکائے جانے کو عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ بتانا۔ مسیحی دین سے وحدانیت ختم کر کے تثلیث یعنی عیسائیوں کو تین (۳) خداؤں کی عبادت کرنے پر راغب کرنا انکے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ جو کام ابلیس آعظم کو کرنے تھے وہ کام یہودی بڑی دلجمعی سے کر رہے ہیں انکے اس کام میں اُنکے چیلے قادیانی بھی کمر بستہ ہو کر اپنے مرشدوں کی مدد کر رہے ہیں۔عیسائیت کے بعد انکا دوسرا ہدف اسلام ہے۔اس میں بھی یہ قوم دو مرتبہ نقب لگا چکی ہے۔پہلی مرتبہ عبداللہ بن سبا کے ذریعہ جو خلیفہ راشد ثالث کے زمانے میں عراق سے مدینہ المنورہ آیا اور حضرت عثمان بن عفانؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مسلمان ہوا۔ کچھ دن مدینہ میں قیام کیا دیکھا کہ مدینہ المنورہ کے حالات اسکے لئے سازگار نہیں ہیں۔وہاں سے مصر گیا۔ چونکہ مصری مکمل اسلامی تربیت کے حامل نہیں تھے اور وہ انکو آسانی سے اپنا ہم خیال بنا سکتا تھا چنانچہ پہلے وہ خفیہ طریقہ پر سرگرمیاں جاری رکھا۔مصریوں کو آگاہ کیا کہ نبی ﷺ کے بعد خلافت کا حق بنی ہاشم کا تھا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہ کو خلیفہ اول ہونا چاہئے تھا۔ اس طرح اسکے

حامیوں کا حلقہ وسیع ہوتا گیا۔ جب حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین کے خلاف بغاوت ہوئی تو آپؓ کی شہادت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حضرت معاویہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہ کی جنگ میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کا ساتھ دیا۔ اور یہ بھی کہتا رہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ اللہ ہیں۔ یہ بات آپ کرم اللہ وجہ کو معلوم ہوئی تو آپ اسکو سزا دینا چاہتے تھے۔ لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آپ کرم اللہ وجہ یہ کہہ کر روک دیا کہ آپؓ حالت جنگ میں ہیں اگر آپؓ اسکو قتل کر دیں گے تو اس کے حامی دلبرداشتہ ہو کہ آپ کرم اللہ وجہ کا ساتھ چھوڑ دیں گے اسطرح آپکا نقصان ہوسکتا ہے۔ اور جب جنگ ختم ہوئی تو آپ کرم اللہ وجہ اسکو آگ میں جلانے کا حکم دیا۔ وہ جلتے ہوئے بھی اسلام میں بگاڑ پیدا کرنے سے باز نہ آیا اور یہ کہتے ہوئے جلا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ اگر خدا نہ ہوتے تو مجھے آگ میں جلانے کی سزا نہ دیتے اور آگ میں جلانے کی سزاء صرف اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔

حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد اُسکے ماننے والوں نے یہودیوں کے بنائے ہوئے نظام یعنی حسینؓ کی محبت میں ماتم کریں تو جنت کے مستحق ہونگے اور جسمیں اماموں کی قدرت پر ایمان لانا اولین شرط ہے۔

سنّی اور شیعہ حضرات کے عقائد کا تفصیلی تقابل:

سنّی حضرت اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر صدفی صد یقین رکھتے ہیں اور وہ روز جزاء کا مالک ہے اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر اور ملائک پر ایمان رکھتے ہیں۔ سنّی رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اور ازواج واہلبیت سے محبت رکھتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج پر عمل کرنے کو نہ صرف دل سے قبول کرتے ہیں بلکہ پورے اخلاص سے عمل بھی کرتے ہیں۔ حضرت حسینؓ کی شہادت میں نہ تو انکی شہادت کے زمانے کے سنّی، (مکہ، مدینہ، مصر، مغرب، الجزائر، تونس، سودان، صومالیہ، بحرین، مسقط) کے ملوث تھے نہ زمانے حال کے سنّی ملوث ہیں۔ اب رہا سوال ماتم نہ کرنیکا۔ ہمارے سامنے حضرت محمد ﷺ کی مثال ہے آپ چچا حضرت حمزہؓ کو حبشی نے شہید کر دیا۔ آپ کے اسوئے

حسنہ سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو غم ضرور ہوا لیکن ماتم نہیں فرمائے۔ اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ شہید مرتا نہیں اسکا رزق قیامت تک ملتا رہتا ہے۔ پھر زندہ، جاوید کا ماتم کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ عوام ماتم کے دوران سروں اور جسموں کو زخمی کرتے ہیں۔ کیا شیعہ حضرات کے دوران ماتم خود کو اذیت دینے کے عمل سے حضرت حسینؓ کو شہید کرنے والوں کو ذرہ برابر بھی نقصان ہوسکتا ہے؟۔۔۔ شیعہ حضرات کی اکثریت دوران ماتم زخمی ہو جاتی ہے بعض حضرات زخموں کی تاب نہ لاکر بیہوش ہو جاتے ہیں۔ جن شیعہ علماء کے ولولہ خیز بیان کے سبب شیعہ عوام الناس ماتم کے دوران بیہوش ہو جاتے ہیں۔۔۔ کیا اب تک ماتم کی تاریخ میں کبھی بھی یہ بھی دکھا گیا کہ آیا شیعہ علماء خود بھی ماتم کے دوران زخمی ہو کر خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے بیہوش ہو چکے ہیں یا نہیں۔۔۔۔ کیا ان عالموں کو حضرت حسینؓ سے محبت نہیں ہے کیا انکی نظروں میں شیعہ عوام کا خون ارزاں اور اُن کا خون غالی ہے۔ یا پھر شیعہ عوام کا خون دیکھنے سے ان کو قلبی تسکین اور سرور حاصل ہوتا ہے۔ ایسا ہونا بھی چاہئے۔ جتنے زیادہ شیعہ حضرات زخمی ہوں گے اور جس قدر انکا خون بہے گا اسی قدر شیعہ علماء کا درجہ بلند ہوگا اور اسی قدر ان کو مال بھی زیادہ ملے گا۔ چنانچہ ایسے عالم اگر ملک میں نہ ہوں تو اُن کو دوسرے ملکوں سے کثیر رقم خرچ کر کے بلوایا جاتا ہے۔ ایک سوال شیعہ علماء اور عوام سے ہیکہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد انکے اہل بیت ایک دن بھی ماتم کئے تھے؟ نہیں کئے۔۔۔ تو پھر حضرت حسینؓ کی شہادت پر ماتم کرنے کا کیا جواز ہے۔ کیا ان کیلئے ماتم کرنا خود انکے اور حضرت حسینؓ کے عمل کی خلاف ورزی نہیں ہے یہ جنت کے شہزادے انکے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد ایک گھنٹہ بھی ماتم نہیں کئے اللہ تعالیٰ کے قضاء وقدر کے فیصلہ پر راضی بہ رضاء رہے۔ ایک وقت کی نماز چھوڑنا تو در کنار کوئی نماز بے وقت نہیں پڑھے حضرت حسینؓ، میدان قتال میں بھی نماز نہیں چھوڑے۔ دوسرا سوال شیعہ حضرات سے یہ ہیکہ کیا انکا ماتم کرنا اور اللہ تعالیٰ سے احتجاج کرنا نہیں ہے۔ کیا وہ یہ نہیں جانتے کہ ہر اچھے اور برے عمل کی سزا صرف اللہ تعالیٰ دیتے ہیں کیا انہیں روزِ جزاء پر ایمان نہیں ہے۔ کیا وہ اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق نہیں مانتے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کو عادل نہیں مانتے اللہ تبارک تعالیٰ بڑے حلیم رحمٰن اور غفور الرحیم ہیں لیکن مجرموں کیلئے شدید العقاب اور قہار بھی ہیں اللہ تعالیٰ بنی نوع انسانوں کی ہدایت و رہبری کیلئے ہزاروں پیغمبروں کو مبعوث فرما چکے ہیں۔ جنکی تعلیم کا بنیادی نکتہ شرک سے پرہیز

کرنا صرف ایک اللہ کی عبادت کرنا تھا۔ تا کہ قیامت کے دن کسی خبیث روح کافر کو یہ کہنے کا موقع نہ رہے کہ ہم تک ہدایت نہیں پہنچی۔ اسکے باوجود دنیا میں واحد قوم (یہودیوں) کی ہے جو نہ صرف خود اُنکے مذہب میں ردوبدل کئے بلکہ جیسا کہ میں پچھلے مضموں میں لکھ چکا ہوں کہ وہ عیسائیت سے وحدانیت ختم کر کے تین خداؤں کی عبادت کرنے کی بنیاد ڈالدیئے۔ عیسیٰؑ کو صلیب پر چڑھائے اور یہ کہہ کر کہ انکا صلیب پر چڑھایا جانا عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ بن گیا۔ اس طرح اسلام کو بگاڑنے کی کوشش کا پھل شیعہ فرقہ کی شکل میں نمودار ہوا۔ یہودی جس شاطرانہ چال سے عیسائیوں کو صحیح مذہب سے بھٹکائے تھے اسی طرح شیعہ حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد انکی محبت میں ماتم کرنے کو شیعہ حضرات کی شفاعت کا ذریعہ بنادئے۔ عیسائیت کے لئے یہودیوں کا فراہم کردہ مذہب اگر صحیح ہوتا پھر اللہ تعالیٰ کو توحید کی تجدید کیلئے ہمارے پیارے نبی آخرالزماں ﷺ کو مبعوث کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ اس طرح شیعہ حضرات کے بارہ اماموں کے نظریہ ''قدرت'' پر سوالیہ نشان لگ سکتا ہے؟ اور لگ چکا ہے۔ اسلام میں بگاڑ پیدا کرنے کی دوسری اور آخری یہودی و نصرانی کوشش ۱۹۰۷ء عیسوی میں انکا پروردہ بنی ودین '' قادیانی و قادنیت'' کی شکل میں ظاہر ہوئے۔ شیعہ و سنّی حضرات اور قادیانیوں کی نظر میں ''اہل بیت رضوان اللہ علیہم واجمعین کی قدرو قیمت کیا ہے؟۔۔۔ شیعہ حضرات کی محبت اہل بیت کی محبت ہے لکھنے کی محتاج نہیں ہے اسی طرح سنّی حضرات بھی اہل بیت کی محبت میں کسی سے کم نہیں ہیں۔ ان کے برعکس جناب غلام احمد صاحب کی لن ترانیاں ملاحظہ فرمائیں۔۔۔۔

اہل بیت کی توہین: ''غلام احمد قادیانی صاحب کی گستاخیاں اور جسارت کی انتہاء''

۱۔ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کے متعلق لکھتے ہیں ''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت لو' ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔ حوالہ کیلئے۔

(ملفوظات احمدیہ صفحہ ۱۳۱ جلد ۱)

۲۔ اور جگر گوشہ رسول اللہ حضرت فاطمہ الزہراؓ ''غلام احمد'' کی کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں ہوں۔ حوالہ (ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ صفحہ ۱۱)

۲۔ میں خدا کا کشتہ ہوں، لیکن تمہارا حسین ودشمنوں کا کشتہ تھا، پس فرق کھلا کھلا اورظاہر ہے۔

(اعجاز احمدی صفحہ ۸۱)

۳۔ تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا، اور تمہارا ورد صرف حسین ہے کیا تو انکار کرتا ہے؟ پس یہ اس پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔ (ایضاً اعجاز احمدی صفحہ ۸۲)

۴۔ ''کربلائیست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم'' حوالہ (نزول المسیح صفحہ ۹۹)

۶۔ آنحضرت ﷺ کے اہل بیت کی توہین کے بعد اپنی اولاد کو ''پنج تن کے لقب سے مقدس قرار دیتے ہوئے کہا:

میری اولاد سب تیری عطاء ہے ہر ایک تیری بشارت سے ہوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہیں یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے

(حوالہ (درثمین اردو صفحہ ۴۵)

دوسرے شعر کے پہلے مصرعہ پر تبصرہ:

عرض ہیکہ جب تک قادیانیت کے کھیت میں ہاشمی تخم کی زراعت نہ کی جاوے نہ اس میں سے سیدہ کا پھل دار درخت کی امید کیجا سکتی ہے۔ نہ پنج تنکے پھلوں کی توقع بالغ نظری کہی جا سکتی ہے۔

آخری بات:

دنیا میں جتنے بھی ادیان، فرقے اور قومیں راہ راست سے دور ہیں وہ آپس میں شیر وشکر ہیں خواہ ایک فرقہ ضالہ دوسرے فرقہ کے پیغمبر ہی کو کیوں نہ قتل کردے یا صلیب پر چڑھائے (جیسے یہودی حضرت عیسیٰ کو صلیب پر چڑھانے کا سبب بنے۔ اور مسیحی تعلیم کو اسقدر بدل دیئے کہ اسکا اصلی دین مسیح سے دور کا تعلق رہا۔۔۔ لیکن ہم یہ دیکھتے ہیں کہ عیسائی مٹھی بھر یہودیوں کی خاطر مذہب اسلام کے ماننے والوں کا بے سبب قتل عام کرنے کے مرتکب ہورہے ہیں۔ اور وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کو صلیب پر چڑھانے والے مسلمان نہیں یہودی تھے؟۔۔ اور مسیحی دین کی مٹی پلید کرنے والے بھی یہودی تھے۔ مسلمان نہیں تھے۔ بلکہ مسلمان نہ صرف حضرت عیسیٰ پر ایمان رکھتے بلکہ عیسیٰ کی حیات میں انکا جو دین تھا اسکو تسلیم بھی کرتے ہیں۔ یہودی اور عیسائی مشترکہ ملاپ سے وجود میں آنے والا پودہ ''غلام احمد قادیانی'' قرآن کریم کے برعکس حضرت عیسیٰ کی شان میں انکے سڑے ہوئے دماغ کی عکاسی کرنے والے الفاظ استعمال کیا ہے۔ جواُن کی اصلیت کی شبیہ ظاہر کرتی ہے۔ وہ لکھتا ہیکہ حضرت عیسیٰ شرابی تھے بیماری کے سبب یا عادت کی وجہ سے شراب پیتے تھے۔ انکے تعلقات فاحشہ عورتوں سے تھے۔ انکے دادیان فاحشہ تھیں۔ اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے بغیر باپ کے عیسیٰ کو پیدا کرنے عمل نظر انداز کر کے آپ کے والد کا نام یوسف نجار لکھدیا۔ اسکے باوجود عیسائی قادیانیوں کی دامے، درہمے، قدمے، سخنے، انکی ہر طرح مدد کر رہے ہیں۔ اس عمل کو کوئی بھی غیرت مند عیسائی اور انسان برداشت نہیں کرسکتا۔ یہ پنجابی مقولہ عیسائیوں پر صادق آتا ہے۔ رَب رُسے تو مت کھسے، یعنی جب اللہ تعالیٰ ناراض تو عقل چھن جاتی ہے۔ اسی طرح شیعہ حضرات جہاں جہاں انکی اکثریت ہے عام سنّی مسلمانوں کو بے سبب قتل کرنے اور ایذا رسانی میں اپنے استادوں یعنی یہودیوں سے دو قدم آگے ہیں۔ خصوصاً بحرین میں پاکستانی موذن کی زبان کاٹ کر اسکو قتل کردیئے تاکہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے نہ بُلا سکے۔ کیسے شقی القلب ہیں یہ لوگ۔

خونِ ناحق کبھی رائیگاں نہیں جائیگا'' انشاء اللہ تعالیٰ۔ چیونٹی کو کُچلو تو وہ بھی تلملا کر کاٹ دیتی ہے۔ انسان تو پھر بھی انسان ہے صبر کی ایک حد ہوتی ہے۔ جب عمل اور ردِ عمل کا سلسلہ شروع ہوگا تو عوام کو

اشتعال دینے والے تو محفوظ رہیں گے۔لیکن معصوم عوام پس جائیں گے۔زمانہ ترقی کی انتہاء پر ہے۔ بربادی کے ہزاروں وسائل اور نت نئے ہتھیاروں کی کمی نہیں ہے۔۔۔۔اور یہ مقولہ بے جانہ ہوگا کہ'' تنگ آمد تو جنگ آمد''۔

شیعہ علماء اور قائدین سے امید ہیکہ عوام الناس کی بربادی کا سبب نہ بنیں گے اور سنبھل جائیں ہوش کے ناخن لیں۔ہم نے آج تک نہیں سنا کہ فرقہ ضالہ دوسرے فرقہ کے مقدس ہستیوں کی تذلیل کرنے کے بعد (اہل بیت کی تذلیل) اس کے خلاف کوئی چھوٹی موٹی کاروائی کی گئی۔۔۔۔؟ غلام احمد قادیانی آج سے ۱۱۳ سال قبل اسلام اور شیعوں کی مقدس ہستیوں کی (اہلبیت کی تذلیل کر چکا ہے) اور قادیانی حضرات سینہ تانے ہر جگہ دنیا میں گھوم رہے ہیں۔

اور نصاریٰ بھی اپنی آستینوں میں یہودی اور قادیانی سانپ پال رہے ہیں:

مسلمانوں سے عرض ہے:

اٹھو ورنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا۔

کتاب کے اختتام پر اللہ سبحانہ تعالیٰ رب العالمین سے اپنی اس کم مایہ کوشش کی قبولیت اور اپنی رہبری کا طلبگار رہوں وصلی اللہ محمد الہ واصحابہ اجمعین ورحمتہ اللہ رب العالمین۔

مصادر و مراجع

☆ آیئے قادیانیت کو پہنچانیں — احسان الٰہی ظہیرؒ
☆ فتنۂ قادیانیت ایک جائزہ — عبدالمنان سلفی
☆ قادیانی کا علمی محاسبہ — الیاس برنی
☆ قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ کا موقف — مفتی تقی عثمانی
☆ مجاہدین ختم نبوت کی داستان — محمد طاہر رزاق
☆ قادیانیوں کا چہرہ — محمد عاشق الٰہی بلند شہری
☆ قادیانیت کا مطالعہ و جائزہ — ابوالحسن علی ندوی
☆ ایرانی انقلاب امام خمینی اور شیعیت — منظور نعمانی

QADIYANIYAT
JAHANUM-KA-RASTA

by

Mohammed Shamsuddin

Printed by geniusgraphics@gmail.com 9440394170